نصرة میگزین

محرم/صفر 1435 بمطابق نومبر/دسمبر 2013

شمارہ نمبر 15

اداریہ: انخلاء کے نام پر جیتی ہوئی جنگ کو ہارنے کی تیاریاں

شام کا نکما بشار الاسد بھی کیا عجوبہ ہے

ڈولتی ہوئی کرسی پر کچھ دیر اور بیٹھے رہنے کے بدلے میں اپنے دین، اپنے لوگوں، اپنے اسلحے اور متاع کو بیچ رہا ہے

امریکا کا جزوی انخلاء نہ تو حیران کن ہے اور نہ ہی بلاوجہ

حزب التحریر ولایہ پاکستان کی جانب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے مطابق پاکستان میں جلد از جلد خلافت کے قیام کیلئے ملک کے بڑے شہروں میں جاری **"خلافت نصرۃ کے ذریعے"** کی مہم میں تیزی آتی جا رہی ہے

نصرۃ نے، دار الاسلام: مدینہ منورہ، کی جانب ہجرت کو ممکن بنایا

خلافت عثمانیہ کی فضائیہ

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ (امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت: 91-87

لبرل ازم (آزاد خیالی) ایک جھوٹ اور دھوکہ ہے

اس عہد کے شیر دل نوید بٹ کی رہائی کیلئے آواز بلند کریں

امریکی پالیسی کے حوالے سے ایران کا کردار کیا ہے؟

فہرست

نصرۃ میگزین: شمارہ15

Rs 30

اداریہ: انخلاء کے نام پر جیتی ہوئی جنگ کو ہارنے کی تیاریاں

مسلم علاقوں میں امریکی اثر و نفوذ کو سخت مشکلات اور مزاحمت کا سامنا ہے۔ یہ سخت مشکلات عراق اور افغانستان میں امریکی قبضے کے خلاف بھرپور مزاحمت اور شام و مصر میں امریکی ایجنٹ حکمرانوں کے خلاف زبردست عوامی مخالفت سے واضح ہے۔ یہ سخت امریکی مخالفت اس وقت نمایاں ہوئی ہے جب امریکی معیشت زوال پزیر ہے اور ملک سے باہر اس کی سرگرمیاں اس کی معیشت پر بوجھ بن رہی ہیں۔ لازماً ایک ایسے کمزور وقت میں اس قسم کے دباؤ کے کچھ اثرات بھی سامنے آئے ہیں۔ امریکہ کی فوجی و سیاسی قیادت کی زبان میں اپنی افواج کے حوالے سے اب "انخلاء" کا لفظ بھی شامل ہو گیا ہے۔ 22 جون 2011 کو امریکی صدر اوبامہ نے یہ اعلان کیا کہ 2011 کے آخر تک افغانستان سے 10 ہزار امریکی افواج واپس چلی جائیں گی اور مزید 23 ہزار افواج کو 2012 کی گرمیوں تک واپس بلا لیا جائے گا اور 2014 میں افغان فورسز کو معاملات سپرد کرنے تک اس تعداد میں مسلسل کمی ہوتی رہے گی۔ لیکن انتہائی اہم بات یہ ہے کہ یہ انخلاء مکمل نہیں بلکہ جزوی ہوگا۔ امریکہ اس بات کی امید رکھتا ہے کہ اسے افغانستان میں 9 اڈے میسر آجائیں گے جس کے ذریعے وہ اپنی کچھ افواج کو وہاں رکھ سکے گا۔ 9 مئی 2013 کو امریکی ایجنٹ افغان صدر حامد کرزئی نے اعلان کیا کہ "امریکہ افغانستان میں 9 اڈے قائم کرنا چاہتا ہے"۔ کرزئی نے یہ بھی کہا کہ "ہم نے یہ اڈے امریکہ کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے" اور کہا کہ "اس موضوع پر امریکہ کے ساتھ سنجیدہ مذاکرات ہوئے ہیں" (AFP، 9 مئی 2013)۔

افسوس ناک صورتِ حال یہ ہے کہ پاکستان میں انخلاء کی بات چیت کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا اگرچہ یہ نامکمل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس اہم بات کو نظرانداز کر دیا گیا ہے کہ انخلاء کو افغانستان میں مستقل قیام اور اثر و رسوخ کو یقینی بنانے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

امریکہ کا جزوی انخلاء نہ تو حیران کن ہے اور نہ ہی بلا وجہ ہے۔ ماضی میں ہونے والے قبضوں اور انخلاء سے حاصل ہونے والے سبق کو یاد رکھنا چاہیے۔ یورپی طاقتوں نے خلافت کے زوال کے عرصے کے دوران مسلم علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔ انھوں نے اپنے قبضے کو مستحکم بنانے کے لیے اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کیں اور ان کی حفاظت کے لیے افواج بنائیں، بالکل ویسے ہی جیسا کہ امریکہ نے 11 ستمبر کے بعد افغانستان میں کیا۔ لیکن استعماری طاقتوں کے خلاف بغاوتوں نے جنم لیا اور آزادی کے نعرے لگنے لگے جس نے پیرس، لندن اور دیگر قابض افواج کے دار الحکومتوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور یورپی طاقتیں اپنے قبضے کی پالیسی کا جائزہ لینے پر مجبور ہو گئیں جس کے نتیجے میں انھوں نے مسلم علاقوں سے افواج کو نکالنا شروع کر دیا بالکل ویسے ہی جیسا کہ آج امریکہ کر رہا ہے۔

لیکن یہ انخلاء کسی بھی صورت میں مکمل انخلاء نہیں تھے۔ اگرچہ استعماری طاقتیں مسلم علاقوں سے نکل گئیں لیکن انھوں نے جمہوریت و آمریت کے ذریعے مسلم علاقوں کو اپنے قابو میں رکھا۔ لہٰذا ہمارے دشمنوں نے "امن" اور "مذاکرات" کے ذریعے اپنے ان مفادات کے حصول کو یقینی بنائے رکھا جو وہ جنگ کے ذریعے کسی صورت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ان کا انخلاء صرف نام کا ہی انخلاء تھا۔ ہمارے حکمرانوں نے ان کے ایجنٹ کا کردار ادا کیا جنھوں نے اُن کے اثر و رسوخ کو قرضوں پر عائد شرائط اور سٹریٹیجک معاہدوں کے ذریعے برقرار رکھا۔ اس کے بعد ہماری خارجہ پالیسی کی تشکیل اس طرح سے کی گئی جس کے ذریعے بیرونی مفادات کا تحفظ کیا گیا۔ ہماری زمینیں ان کی افواج، انٹیلی جنس اور نجی سیکیوریٹی تنظیموں کے لیے کھلی چارہ گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ ہماری خود مختاری اُن کے اڈوں اور سفارت خانوں اور قونصل خانوں کی وجہ سے ایک مذاق بنی ہوئی ہے۔ ہمارے وسائل اُن کی معیشت کی ترقی کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ ہمارے تعلیمی نظام کو وہ مرتب کرتے ہیں اور ہمارے اذہان مغربی اقدار کی آلودگی سے پراگندہ کیے جارہے ہیں۔

دوسری استعماری طاقتوں کی طرح امریکہ بھی کسی صورت اس خطے میں اپنے اثر و رسوخ کو کھونا نہیں چاہتا۔ اس کا انخلاء نہ صرف یہ کہ جزوی ہے بلکہ انخلاء کا محض نام ہی استعمال کیا جارہا ہے۔ خطے میں اس کے اڈے برقرار رہیں گے، اور وہ جمہوریت برقرار رہے گی جس کے ذریعے امریکہ وہ مفادات حاصل کرے گا جو وہ کسی صورت جنگ کے ذریعے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ امریکہ کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ جمہوریت پاکستان و افغانستان میں اس کے ہر طرح کے مفادات کا تحفظ کرے گی چاہے اس کا تعلق آئی۔ایم۔ایف کے ذریعے معیشت پر اپنی بالادستی کو قائم رکھنا ہو یا ہماری سیکیوریٹی اور سیکیوریٹی اداروں کو "اتحاد" اور "سٹریٹیجک معاہدوں" کے ذریعے اپنے زیرِ اثر رکھنا ہو۔ لہٰذا ایک بار پھر استعماری طاقتیں خطے میں اپنا پرانا حربہ استعمال کرنے جارہی ہیں۔ جس سے چوکنا ہونا آج اس خطے کے مسلمانوں کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

یقیناً حقیقی آزادی اور فیصلہ کن کامیابی کے حصول کے لیے ہم سب کو امریکی ہتھیار جمہوریت کے مکمل خاتمے اور ریاستِ خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کے نفاذ کے لیے شدید جدوجہد کرنا ہو گی۔ اس سے کم تر کوئی بھی صورت امریکہ کو مکمل انخلاء پر مجبور نہیں کر سکتی اور نہ ہی مسلم علاقوں میں اس کے اثر و رسوخ کا مکمل خاتمہ کر سکے گی۔

تفسیر: سورۃ البقرۃ 87-91



عطا بن خلیل ابو الرَشتہ(امیر حزب التحریر) کی تصنیف التیسیر فی اصول التفسیر سے اقتباس کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءكُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً تَقْتُلُونَ (87)

وَقَالُواْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلاً مَّا يُؤْمِنُونَ (88)

وَلَمَّا جَاءهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَاءهُم مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّه عَلَى الْكَافِرِينَ (89)

بِئْسَمَا اشْتَرَوْاْ بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُواْ بِمَا أنَزَلَ اللّهُ بَغْياً أَن يُنَزِّلَ اللّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَى مَن يَشَاء مِنْ عِبَادِهِ فَبَآؤُواْ بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ (90)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُواْ بِمَا أَنزَلَ اللّهُ قَالُواْ نُؤْمِنُ بِمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرونَ بِمَا وَرَاءهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاء اللّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (91)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (توراۃ) دی اور پھران کے بعد یکے بعد دیگرے (مختلف) پیغمبروں کو بھیجتے رہے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نبوت کے واضح دلائل عطافرمائے اور ہم نے ان کو روح القدس سے تائید دی، تو کیا(تعجب کی بات نہیں کہ تم اس پر بھی سر کشی کرتے رہے اور) جب کبھی بھی کوئی پیغمبر تمھارے پاس ایسے احکام لایا جن کو تمھارا دل نہ چاہتا تھا تو تم نے ان پیغمبروں کی اطاعت سے تکبر کرنا شروع کر دیا، سو ان پیغمبروں میں سے بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو بے دھڑک قتل کر دیا (87) اوریہود (طنزیہ طورپر) کہتے کہ ہمارے قلوب تو محفوظ ہیں، نہیں بلکہ اُن کے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے۔ سو یہ بہت تھوڑا ایمان رکھتے ہیں (88) اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن مجید) جو اللہ کی طرف سے ہے (اور) اس (کتاب) کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے (یعنی توراۃ)، تو اس کے باوجود کہ یہ خود شروع میں کفار کے خلاف اللہ سے فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آ پہنچی، جس کو وہ خوب جانتے پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر دیا، سو (بس) اللہ کی مار ہو ایسے منکروں پر (89) بہت بُری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا ہے کہ یہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کا صرف اس جلن کی بناپر انکار کرتے ہیں کہ اللہ اپنی فضل کا کچھ حصہ (یعنی وحی) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہ رہاہے کیوں اُتار رہا ہے ، سو وہ لوگ غضب بالائے غضب لے کر لوٹے ہیں اور (آخرت میں) ان کفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہو گی جس میں ذلت ہے (90) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب اُتاری ہے، اس پر ایمان لے آؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (صرف) اسی کلام پر ایمان رکھیں گے جو ہم پر نازل کی گئی، (یعنی توراۃ) اور وہ اس کے سوا (دوسری آسمانی کتابوں) کا انکار کرتے ہیں ، حالانکہ وہ بھی بر حق ہیں، (اور) جو کتاب ان کے پاس ہے وہ اُس کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ (اے پیغمبر !) تم ان سے کہو کہ اگر تم واقعی ایمان رکھتے تھے تو اللہ کے نبیوں کو پہلے زمانے میں کیوں قتل کرتے رہے؟ (91)

امیر حزب التحریر جناب ، عطاء بن خلیل اپنی کتاب التیسیر فی اصول التفسیر میں ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہو جاتی ہیں:

1-اللہ سبحانہ وتعالیٰ بنی اسرائیل کو ان پر کیے گئے انعامات اور ان کی ناشکری کی یاد دہانی کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل کی ، پھر بنی اسرائیل کی طرف پے در پے رسول بھیجے، جو حضرت موسیٰ کی شریعت کی تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ جب بھی کسی نبی کی وفات ہو جاتی، تو دوسرا نبی آجاتا، یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے تک جاری وساری رہا۔ یہ بات ہمیں اللہ تعالیٰ کے قول (**وَقَفَّيْنَا**) سے معلوم ہوتی ہے، اس کا معنی ہے ، أردفنا وأتبعنا بعضهم خلف

بعض ،یعنی ایک کو دوسرے کے پیچھے بھیج دینا، جیسے کہ ایک آدمی دوسرے کے پیچھے اس کے نقشِ قدم پر چلتا ہے، یہ دراصل القفا سے ہے ، قفاء پیچھے کی جانب کو کہتے ہیں، یہاں اس بات پر دلالت کرنے کیلئے لایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد تک ان کے پاس یکے بعد دیگرے انبیاء آتے رہے۔

2-اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے روشن دلائل اور معجزات دے کر ان کی طرف بھیجا جو عیسیٰ علیہ سلام کے مِن جانب اللہ رسول ہونے پر دلالت کرتے تھے ، جیسے مردوں کو زندہ کرنا،اندھوں اور برص کے مریضوں کا علاج کرنا اور گھروں میں ان کے ذخیرہ کیے ہوئے سامان کی اطلاع دینا،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **(أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّهِ وَأُبْرِئُ الأكْمَهَ والأَبْرَصَ وَأُحْيِـي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)**آل عمران/آیة49 اللہ سبحانہ نے روح القدس یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تقویت دی آیت میں**(أَيَّدْنَاهُ)** کا معنی ہے ہم نے مدد کی اور طاقت بہم پہنچائی، عرب کہتے ہیں(ایّدکَ اللہ) یعنی اللہ تجھے قوت دے۔

(بِرُوحِ الْقُدُسِ) یہ لفظ مشترک ہے ،اس لئے یہاں اس سے جبرائیل علیہ السلام بھی مراد ہو سکتے ہیں یا وہ کتاب (انجیل)جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی یا وہ اسم جس کے ذریعے عیسی علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے ۔ القدس پاک کو کہتے ہیں ۔ لیکن روح القدس سے یہاں جبرائیل علیہ سلام ہی مراد ہیں،اس کا تعین دوسری آیت سے ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورة المائدہ میں ارشاد فرمایا ہے **إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوتَى بِإِذْنِي)** المائدة/آیة110 "جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم اور تمھاری والدہ پر(مختلف اوقات میں مختلف صورتوں سے ہوا ہے مثلاً) میں نے تمہیں روح القدس سے امداد اور تائید دی(اور) تم آدمیوں سے (دونوں حالتوں میں) یکساں کلام کرتے تھے (ماں کی) گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی(دونوں کلاموں میں کچھ تفاوت نہ تھا)،اور میں نے تمہیں(آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور(بالخصوص) توراۃ اور انجیل تعلیم کیں اور تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے ،جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے ،میرے حکم سے ،پھر تم اس(مصنوعی ہیئت)کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ(سچ مچ کا جاندار)پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے ،اور تم اچھا کر دیتے تھے پیدائشی اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے اور تم مردوں کو(قبروں سے) نکال کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے"۔ پس آیت کریمہ نے روح القدس کا ذکر کیا اور انجیل کا بھی ذکر کیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ روح القدس انجیل کے علاوہ کوئی اور شے ہے ۔ اسی طرح آیت میں روح القدس کا ذکر گارے سے پرندے کو پیدا کرنے اور مردوں کو جلانے سے پہلے ہوا ہے ،سو یہ وہ اسم بھی نہیں جس کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے، چنانچہ روح القدس جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

3-پھر اللہ سبحانہ نے ان کے گھٹیا پن اور دلوں کی سختی بیان کی ،کہ ان لوگوں کے پاس جب بھی ان کے خواہشات کے خلاف احکامات دے کر کسی نبی کو بھیجا جاتا جو ان کے دنیاوی مفادات میں آڑے آتا تو یہودی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے اس کی اتباع کرنے سے گریز کیا کرتے تھے ،اس لئے انہوں نے بعض انبیاء کو قتل کیا اور بعض کو جھٹلایا، یا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے کہ کیا کریں ،ہمارے دل ہی بس ایسے مقفل اور ڈھکے ہوئے پیدا کئے گئے ہیں ،(غلف) کا یہی معنی ہے، چنانچہ یہ دل انبیاء کی باتوں کیلئے کھلتے نہیں، یہ سب کچھ یعنی تکذیب، قتل اور دلوں کی یہ حالت ان کی سرکشی اور تکبر کی وجہ سے ہے۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ یہ اپنے اس زعم میں جھوٹے ہیں کہ ان کے دل پیدائشی طور پر ایسے ہیں، سو ایسا نہیں بلکہ وہ اللہ کی پھٹکار کے مستحق ہو گئے ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے ۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اختیاری طور پر کفر کو اپنایا اور جانتے بوجھتے اللہ کے پیغمبروں سے کفر کیا، تو یہ اتنا تھوڑا ایمان ہی لاتے ہیں جو ان کے خواہشات کے موافق ہو، یعنی بعض پر ایمان اور اور بعض سے کفر کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ نے ان کے بارے میں بتایا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب میں موجود رسول ﷺ کے کچھ اوصاف سے انکار کیا، وغیرہ جو ان کے خیالات سے ہم آہنگ نہ ہوتا تھا۔

(فَقَلِيلاً مَّا يُؤْمِنُونَ)اس میں (فا) سبب کو ظاہر کر رہا ہے کہ ان کے کفر اور لعنت کا سبب کیا تھا؟ یہ کہ وہ ان پر نازل کئے ہوئے تھوڑے سے حصے ہی کو مانتے تھے، اور یہاں قلیلًا کے بعد جو(ما) بڑھایا گیا ہے ،اس کا فائدہ ایمان کی اس کمی پر زور دینے کیلئے ہے ،(یعنی بہت ہی کم)اور اللہ نے کم حصے پر ایمان کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ ایسا ایمان کفر ہے ۔ یعنی جو کوئی اپنے زمانے تک تمام نازل شدہ پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہو گا، کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں **(بَل لَّعَنَهُمُ اللَّه بِكُفْرِهِمْ**

فَقَلِيلاً مَّا يُؤْمِنُونَ) یعنی انہیں ان کے اس ناقص ایمان کی وجہ سے کفار سمجھا گیا۔

یہاں (بل) لایا گیا ہے، جو اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات کی تردید کیلئے ہے، چنانچہ **قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّه بِكُفْرِهِمْ** کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود میں سے ان لوگوں کی تکذیب کر رہا ہے جو کہتے ہیں کہ (**قُلُوبُنَا غُلْفٌ**) "ہمارے دل غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں"۔

4-ان کی خباثت باطنی اور فساد کے بارے میں اللہ سبحانہ بتاتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے کس طرح مشرکین کے مقابلے میں نصرت و مدد طلب کرتے تھے، جیسا کہ (**يَسْتَفْتِحُونَ**) سے ظاہر ہے، مشرکین جب ان سے لڑتے تو وہ اس نبی کے واسطے سے مدد تلاش کرتے تھے جس کا ذکر اپنی کتابوں میں پاتے تھے، وہ مشرکین کو یہ دھمکی دیتے تھے کہ جب اس نبی کو بھیجا جائے گا تو وہ اس کے پیروکار بن کر ان کے ساتھ ایسا اور ایسا کریں گے۔ مگر انہوں نے محمد ﷺ کو نبی ماننے سے انکار کیا، جب آپ ﷺ کو قرآن دے کر بھیجا گیا جو ان کی کتاب کے اندر موجود آپ ﷺ کے اوصاف اور اخلاق کی تصدیق کرتی ہے۔ اور باوجود یہ کہ انہیں یقینی علم تھا کہ یہ وہی نبی موعود ہے جس کے ذریعے وہ مدد طلب کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے (**يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءهُمْ**) البقرۃ/آیۃ146 "یہ آپ کے نبی ہونے کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں" اس لیے وہ اپنے اس کفر کے سبب لعنت کے مستحق ہوئے (**فَلَعْنَةُ اللَّه عَلَى الْكَافِرِينَ**)" پس اللہ کی پھٹکار ہو کفر کرنے والوں پر"۔

5-اور چونکہ انہوں نے ایک ایسے رسول کو ماننے سے انکار کیا جس کی صداقت کا انہیں علم تھا، اس کی وجہ ان کی بے انصافی اور یہ حسد تھا کہ ان کے علاوہ کسی اور قوم میں سے نبی بھیجا جائے، وہ چاہتے تھے کہ وہ ان میں سے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے ہو، لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے، تو خود تورات کا انکار کر بیٹھے، کیونکہ انہوں نے علم کے باوجود کفر کیا، جو انتہا درجے کی برائی اور عناد کی بات ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کی سخت ترین عقوبت پر پیش کیا (**عَذَابٌ مُّهِينٌ**) یعنی ایسا عذاب جو عذاب والے کو ذلت اور رسوائی سے دوچار کرے، جو ہمیشہ اس کے ساتھ لازم رہے اور وہ اس میں ابدل آباد تک رہے، یہ وہ عذاب ہے جو اہلِ کفر کے ساتھ خاص ہے۔

اس بنا پر یہود کی حالت یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کے عقاب کو مول لیا اور اللہ کے اپنے رسول پر نازل کردہ قرآن سے کفر کے بدلے اپنے آپ کو بیچ دیا۔ صرف اس لئے کہ یہ رسول ان کی نسل میں سے نہیں تھا۔ تو انہوں نے کفر اور عذاب کو خرید لیا۔ اس قوم کی خرید و فروخت کتنی بری ہے کہ آدمی اپنی جان کی قربانی دے اور اس کی قیمت دوزخ کی ہمیشہ کی آگ کی صورت میں وصول کرے، جبکہ منافع بخش کاروبار تو یہ ہے کہ جان کو اللہ کے خوشنودی و رضامندی اور ہمیشہ کی نعمتوں والی جنتوں کے بدلے لگا دیا جائے۔ ان کی تجارت تو انتہائی گھاٹے کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (**بِئْسَمَا اشْتَرَوْاْ بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُواْ بِمَا أنَزَلَ اللّهُ**)" بہت بری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا ہے"۔

(**اشْتَرَوْاْ بِهِ أَنفُسَهُمْ**) یعنی اپنے آپ کو بیچ ڈالا، شریٰ اور اشتریٰ بیچنے اور خریدنے دونوں کے معنی میں آتا ہے، ان دونوں معنوں میں سے ایک کا تعین قرینے کے ذریعے کیا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ جب ان جیسے افعال (verbs) کی نسبت نفس (جان) کی طرف کی جائے، مثلاً کہا جائے کہ "شریٰ نفسہ یا اشتریٰ نفسہ" تو مراد بیچنے کا معنی ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت خریدنے کا معنی لینا صحیح نہیں ہوتا، (کیونکہ اپنے آپ کو خرید نہیں لیا جاتا) اور جب ان افعال کی نسبت اس کے فاعل کے علاوہ کسی اور کی طرف کی جائے تب خریدنے کا معنی متعین ہوتا ہے، مثلاً کہا جائے کہ " اِشتریٰ زید من عمروٍ نفسہ" "زید نے عمرو سے اس کی جان خرید لی"۔ اسی طرز پر اللہ کا یہ قول وارد ہوا ہے (**وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاء مَرْضَاتِ اللّهِ**) البقرۃ/آیۃ207 " اور بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ اللہ کی رضاجوئی کے بدلے میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں"۔ یعنی اللہ کے راستے میں اپنے آپ کو بیچ ڈالتے ہیں تو یہاں یشری بیچ دینے کے معنی میں ہے۔ جبکہ اللہ کا یہ قول کہ : (**إِنَّ اللّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ**) التوبۃ/آیۃ111 " واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں، کہ جنت ان ہی کی ہے۔" یہاں اشتری خرید لینے کے معنی میں ہے۔

(**فَبَآؤُو بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ**) یعنی بنی اسرائیل اپنے اس کرتوت کے نتیجے میں غضب بالائے غضب کے ساتھ لوٹے، یعنی دُگنے غضب کے ساتھ۔ ایک غضب موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اللہ کی نشانیوں پر اور عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے کفر کا اور دوسرا ان کا محمد رسول اللہ ﷺ سے کفر۔ باوجودیکہ آپ ﷺ کی صداقت کا ان کو علم تھا۔ اس لئے ان کی آمد و رفت میں اللہ کا شدید غصہ ان کے ساتھ رہا۔

باقی صفحہ 14 پر

نصرۃ نے دارالاسلام، مدینہ منورۃ کی جانب ہجرت کو ممکن بنایا

ہر سال جب محرم کے بابرکت مہینے سے ہجری سال کا آغاز ہوتا ہے تو مسلمانوں کو تیرہ سو سال قبل رسول اللہ ﷺ کی دارالاسلام مدینہ منورۃ کی جانب ہجرت کا عظیم شان واقع یاد آجاتا ہے کیونکہ اسی ہجرت کی مناسبت سے اسلامی کلینڈر کا نام رکھا گیا تھا۔

ہجرت اور نصرۃ، وہ نصرۃ جس نے ہجرت کو ممکن بنایا، کے درمیان موجود مضبوط تعلق پر روشنی ڈالنے کے لیے نصرۃ میگزین نے کتاب **"نصرۃ: خلافت کے قیام کے لیے اقتدار حاصل کرنے کا شرعی طریقہ"** سے ایک حصہ شائع کیا ہے۔ یہ کتاب حزب التحریر ولایہ پاکستان نے افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران کے لئے شائع کی تھی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اولین مسلمانوں کو عزت وشرف بخشا، اپنی عالی شان کتاب قرآنِ مجید میں ان کی تعریف بیان کی اور انہیں اجر عظیم سے نوازا۔ وہ اولین مسلمان، وہ دو سعادت مند گروہ جنہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کے عظیم مشن کو پورا کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مہاجرین اور انصار کے نام سے مخاطب کیا۔ مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس دین کی خاطر ہجرت کی اور انصار وہ ہیں جنہوں نے اس دین کیلئے نُصرَۃ دی۔ یہ ہجرت دراصل اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان تھا اور اسلام کے گھر یا زمین (دارالاسلام) کی جانب منتقل ہونا تھا، جبکہ نُصرَۃ اسی ہجرت کی خاطر اور دارالاسلام کے قیام کیلئے تھی۔ پس نُصرَۃ اور انصار کے بغیر نہ تو ہجرت ہوتی اور نہ ہی مہاجرین، مہاجرین کہلاتے۔ اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان، جو اکثر و بیشتر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو اور اس تلاوت میں وہ انصار و مہاجرین کے فضائل کا تذکرہ پڑھتا ہو، وہ ہجرت اور نُصرۃ کی فضیلت سے صَرف نظر کر سکے؟

چونکہ ہم نصرۃ پر بحث کر رہے ہیں جس کے بعد ہجرت وقوع پذیر ہوئی، اس لیے ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ ہم نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اسوہٗ رسول ﷺ کی پیروی کریں۔ نبی ﷺ کی مکی زندگی کا محور اسلام کے نفاذ کے لیے ایک دار (گھر) قائم کرنا تھا، جسے دارالاسلام کہتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک سوچے سمجھے ہدف کے ساتھ ایک واضح متعین راستے پر چلے تاکہ بعد کی نسلیں دارالاسلام کی غیر موجودگی کی صورت میں اس کے قیام کیلئے نہ صرف اس راستے کی اتباع کر سکیں، بلکہ اس راستے کی پیروی کرنا ان کیلئے لازم ہو۔

ہجرت سے تین سال قبل 10 سنِ نبوی کو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا۔ ابوطالب، جنہوں نے کسی حد تک آپ ﷺ کے لیے حفاظت کا سامان کر رکھا تھا جس کے باعث آپ ﷺ بخیر و عافیت اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے، کی وفات کے بعد نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ مکہ کے معاشرے پر نہ تو اسلام کی دعوت کا زیادہ اثر ہے اور نہ ہی مکہ میں اسلام اور اسلام کے افکار کیلئے رائے عامہ ہموار ہے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نُصرۃ طلب کرنے کا حکم دیا۔ نصرۃ لغت میں "احسن انداز میں مدد" کو کہتے ہیں۔ عربی لغات میں بیان کیا گیا ہے کہ نصر کا مطلب ظلم کے شکار لوگوں کی مدد کرنا ہے، اور انصار کا معنی ہے وہ گروہ جو مدد مہیا کرے اور نصرۃ کا مطلب ہے اچھے انداز میں مدد کرنا۔ سیرۃ ابنِ ہشام کے باب "نبی ﷺ کی ثقیف کے قبیلے سے نُصرۃ حاصل کرنے کی کوشش" میں درج ہے:

قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ : وَلَمّا هَلَكَ أَبُو طَالِبٍ، نَالَتْ قُرَيْشٌ مِنْ رَسُولِ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) مِنَ الأَذَى مَا لَمْ تَكُنْ تَنَالُ مِنْهُ فِي حَيَاةِ عَمّهِ أَبِي طَالِبٍ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) إلَى الطّائِفِ يَلْتَمِسُ النّصْرَةَ مِنْ ثَقِيفٍ، وَالْمَنَعَةَ بِهِمْ مِنْ قَوْمِهِ، وَرَجَاءَ أَنْ يَقْبَلُوا مِنْهُ مَا جَاءَهُمْ بِهِ مِنْ اللّهِ عَزّ، وَجَلّ فَخَرَجَ إلَيْهِمْ وَحْدَهُ

"ابنِ اسحاق بیان کرتے ہیں: جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش نے نبی ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں جتنی کہ وہ ان کی موجودگی میں کبھی نہیں دے سکتے تھے۔ پس نبی ﷺ طائف روانہ ہوئے تاکہ ان سے نُصرۃ طلب کر سکیں اور ان سے کہہ سکیں کہ وہ اس پر ایمان لائیں جو آپ ﷺ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ اکیلے طائف روانہ ہوئے تھے۔"

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں :

لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ نَبِيّه أَنْ يَعْرِض نَفْسَه عَلَى قَبَائِل الْعَرَب، خَرَجَ وَأَنَا مِنْهُ وَأَبُو بَكْر إِلَى مِنًى، حَتَّى دَفَعَنَا إِلَى مَجْلِس مِنْ مَجَالِس الْعَرَب

"جب اللہ نے اپنے رسول کو یہ حکم دیا کہ وہ قبائلِ عرب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کریں تو آپ ﷺ میرے اور ابو بکر کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر عربوں کی ایک مجلس ہو رہی تھی"۔ (ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری،

تحفۃ الاحوذی اور الکلام میں، نیز حاکم اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے الدلائل میں قوی راویوں سے اس حدیث کو روایت کیا)

پس یہ واضح ہے کہ نبی ﷺ کی طرف سے اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کرنا، ان سے نُصرۃ طلب کرنا نیز اس نُصرۃ کو طلب کرنے کا وقت، سب براہِ راست اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے تھا، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی درج بالا روایت سے واضح ہے۔ اس حکم کا وقت اس بات سے مطابقت رکھتا ہے کہ نبی ﷺ ابو طالب کے انتقال کے باعث مدد اور حفاظت کھو چکے تھے۔ قریش اب نبی ﷺ کو کھلا چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے کہ وہ اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے رہیں۔ مزید برآں نبی ﷺ کو مکہ کے معاشرے سے امید نہیں تھی کہ وہ آپ ﷺ کے اقتدار و اختیار کو تسلیم کرتے کیونکہ مکہ کے معاشرے کی رائے عامہ اسلام کیلئے ہموار نہ تھی۔ پس اس موقع پر آپ ﷺ کو نُصرۃ طلب کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ دعوت کو سہارا مل سکے اور اسلام کو اس مقام پر لایا جا سکے کہ جہاں اسلام کو اتھارٹی (اقتدار) حاصل ہو اور اسلام کے احکامات کا جامع انداز میں نفاذ ہو سکے۔ نبی ﷺ نے نصرۃ طلب کرنے کی ابتدا طائف سے کی، جس کا شمار اس وقت جزیرۃ العرب کے طاقتور ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ در حقیقت یہ قبیلہ طاقت، عزت اور مرتبے میں قریش کے ہم پلہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ولید بن مغیرہ نے محمد ﷺ پر قرآن کے نزول کا انکار کیا تو اس نے کہا کہ آخر کیوں یہ کتاب قریش اور طائف کے شرفاء پر نازل نہ ہوئی۔ جس پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْءانُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ

"اور وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کیوں دو شہروں (مکہ اور طائف) کے بڑے آدمیوں پر نازل نہیں کیا گیا" (سورۃ الزخرف: 31)

اہلِ طائف کی طاقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد بھی طائف آسانی سے فتح نہ ہو پایا۔ اس کا محاصرہ کیا گیا اور دونوں جانب بھاری جانی نقصان ہوا یہاں تک کہ منجنیقوں کے ذریعے اہلِ طائف کی مزاحمت توڑنے کی کوشش کی گئی۔

نبی ﷺ طائف کے سرداروں اور شرفاء سے ملنے وہاں گئے۔ وہ طائف کے تین سرداروں سے ملے اور ان سے اسلام اور نُصرۃ سے متعلق بات کی۔ تاہم نبی ﷺ خالی ہاتھ واپس لوٹے کیونکہ ان سرداروں نے آپ ﷺ کو نُصرۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ آغاز تھا۔ نبی ﷺ طائف سے واپس لوٹے اور مکہ کے نواح میں مطعم بن عدی کے پاس ٹھہرے اور حج کے اوقات میں عرب کے دیگر طاقتور قبائل سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ قبائلی سردار در حقیقت آج کی حکومتوں کے سربراہوں جیسی حیثیت رکھتے تھے۔ سیرت ابنِ ہشام کے باب: "نبی ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرنا" میں بیان کیا گیا ہے کہ ابن اسحٰق نے روایت کیا:

ثُمّ قَدِمَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) مَكّةَ، وَقَوْمُهُ أَشَدّ ...، فَكَانَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) يَعْرِضُ نَفْسَهُ فِي الْمَوَاسِمِ إذَا كَانَتْ عَلَى قَبَائِلِ الْعَرَبِ يَدْعُوهُمْ إلَى اللّهِ، وَيُخْبِرُهُمْ أَنّهُ نَبِيّ مُرْسَلٌ، وَيَسْأَلُهُمْ أَنْ يُصَدّقُوهُ وَيَمْنَعُوهُ حَتّى يُبَيّنَ (لَهُمْ) اللّهُ مَا بَعَثَهُ بِهِ

" نبی ﷺ مکہ واپس آئے تو قریش پہلے سے بھی زیادہ شدید ہو گئے... پس نبی ﷺ نے حج کے اوقات میں مختلف قبائل سے رابطہ کیا ۔ آپ ﷺ نہیں بتاتے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں اور ان پر زور دیتے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اللہ اُسے ظاہر کر دے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔"

سیرت کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ حج کے اوقات میں ہر اس شخص سے رابطہ کرتے جو کسی عزت و طاقت کے مقام پر فائز تھا۔ سیرت ابنِ ہشام کے باب: "نبی ﷺ کا اوقاتِ حج میں عربوں سے رابطہ" میں درج ہے کہ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں :

فَكَانَ رَسُولُ اللّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) عَلَى ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِ، كُلّمَا اجْتَمَعَ لَهُ النّاسُ بِالْمَوْسِمِ أَتَاهُمْ يَدْعُو الْقَبَائِلَ إلَى اللّهِ وَإِلَى الإِسْلاَمِ، وَيَعْرِضُ عَلَيْهِمْ نَفْسَهُ وَمَا جَاءَ بِهِ مِنْ اللّهِ مِنْ الْهُدَى وَالرّحْمَةِ، وَهُوَ لا يَسْمَعُ بِقَادِمٍ يَقْدَمُ مَكّةَ مِنْ الْعَرَبِ لَهُ اسْمٌ وَشَرَفٌ، إلا تَصَدّى لَهُ فَدَعَاهُ إلَى اللّهِ وَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا عِنْدَهُ"

"دوران حج جب بھی نبی ﷺ لوگوں سے ملتے تو مستقل مزاجی کے ساتھ (طلبِ نصرۃ اور حفاظت) کے معاملے کے پیچھے لگے رہتے۔ آپ ﷺ قبائل کو اسلام کی جانب بلاتے اور اپنے آپ کو اور جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا، اسے قبائل پر پیش کرتے۔ نبی ﷺ نے ایسے کسی بندے کو نہ چھوڑا جو تھوڑے سے بھی شرف و مرتبے کا حامل ہو، جس نے مکہ کا سفر کیا ہو اور آپ نے اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب نہ بلایا ہو اور اپنی دعوت پیش نہ کی ہو۔ "

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نُصرہ کی تلاش میں بنی کلب کے پاس گئے اور انھوں نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ ایمامہ کے بنی حنیفہ کے پاس گئے اور وہ تمام عربوں سے زیادہ گستاخی سے پیش آئے۔ آپ بنی عامر بن صَعصَعہ کے پاس گئے لیکن انھوں

نے یہ شرط رکھی کہ آپ کے بعد اختیار (اتھارٹی یا حکومت) ان کو دیا جائے گا، آپ نے اس مشروط پیشکش کو مسترد کر دیا۔ پھر آپ یمن کے بنی کندہ کے خیموں میں گئے اور انھوں نے بھی آپ کے بعد اتھارٹی اپنے ہاتھ میں ہونے کا مطالبہ کیا، پس آپ نے ان کی نُصرۃ کی پیش کش مسترد کر دی۔ آپ ﷺ بنی بکر بن وائل کے خیموں میں گئے، انہوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سلطنتِ فارس کی سرحد کے پاس رہتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے بنی ربیعہ کے خیموں کا دورہ کیا تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ بنی شعبان سے ان کے خیموں میں ملے، یہ قبیلہ بھی سلطنتِ فارس کی سرحد کے قریب رہتا تھا۔ بنی شعبان نے نبی ﷺ کو پیش کش کی کہ وہ عربوں سے تو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے تیار ہیں، تاہم انہوں نے فارس سے حفاظت پر معذوری کا اظہار کیا، پس نبی ﷺ نے انہیں جواب دیا:

((ما أسأتم الرد إذ أفصحتم بالصدق، إنه لا يقوم بدين الله إلا من حاطه من جميع جوانبه))

"تمہاری طرف سے اس سچ کا اظہار دراصل اس دعوت کا مسترد کرنا ہے۔ اللہ کے اس دین کے لیے صرف وہی کھڑے ہو سکتے ہیں جو ہر طرف سے اس دین کی حفاظت کر سکیں۔"

نبی ﷺ نے مختلف قبائل کے انکار کے باوجود طلبِ نُصرۃ کا عمل جاری رکھا، نبی ﷺ نہ تو ڈگمگائے، اور نہ ہی مایوس ہوئے اور نہ ہی آپ نے اس طریقۂ کار کو تبدیل کیا۔ 'زاد المعاد' میں واقدی سے روایت ہے، جو بیان کرتے ہیں:

((وَكَانَ مِمَّنْ يُسَمَّى لَنَا مِنْ الْقَبَائِلِ الَّذِينَ أَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَدَعَاهُمْ وَعَرَضَ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ بَنُو عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَمُحَارِبُ بْنُ حصفة، وَفَزَارَةُ، وَغَسَّانُ، وَمُرَّةُ، وَحَنِيفَةُ، وَسُلَيْمٌ، وَعَبْسٌ، وَبَنُو النَّضْرِ، وَبَنُو الْبَكَّاءِ، وَكِنْدَةُ، وَكَلْبٌ، وَالْحَارِثُ بْنُ كَعْبٍ، وَعُذْرَةُ، وَالْحَضَارِمَةُ، فَلَمْ يَسْتَجِبْ مِنْهُمْ أَحَدٌ))

... "نبی ﷺ جن قبائل سے ملے اور انہیں دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو نُصرۃ کے لیے پیش کیا، ان میں بنی عامر بن صعصعہ، محارب ابن حفصہ، فزارہ، غسّان، مرّہ، حنیفہ، سُلیم، عبس، بنو نضر، بنو بکاء، کندہ، کلب، حارث ابن کعب، عُذرہ اور حضارِمہ شامل ہیں، کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی۔"

نبی ﷺ مسلسل نُصرۃ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس دین کو نُصرۃ سے نوازا۔ سیرت ابنِ ہشام میں ابنِ اسحاق سے مروی ہے:

فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إظْهَارَ دِينِهِ وَإِعْزَازَ نَبِيِّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَإِنْجَازَ مَوْعِدِهِ لَهُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) فِي الْمَوْسِمِ الَّذِي لَقِيَهُ فِيهِ النَّفَرُ مِنْ الْأَنْصَارِ، فَعَرَضَ نَفْسَهُ عَلَى قَبَائِلِ الْعَرَبِ، كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فِي كُلِّ مَوْسِمٍ. فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ الْعَقَبَةِ لَقِيَ رَهْطًا مِنْ الْخَزْرَجِ أَرَادَ اللَّهُ بِهِمْ خَيْراً.

" جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دین کے غلبے، اپنے نبی کو شرف بخشنے اور اپنے وعدے کی تکمیل کا ارادہ کیا، تو نبی ﷺ حج کے اوقات میں نکلے اور ان کی ملاقات انصار کے کچھ لوگوں سے ہو گئی۔ نبی ﷺ نے اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کیا جیسا کہ آپ ﷺ اس سے پہلے کرتے رہے تھے۔ پس آپ 'العقبہ' کے مقام پر تھے، جہاں آپ نے قبیلہ خزرج کے اُن افراد سے ملاقات کی، جنہیں اللہ بھلائی عطا کرنا چاہتا تھا۔"

خزرج کے ان افراد نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور وہ قبیلہ اوس سے اپنے تنازعات سلجھانے کیلئے واپس چلے گئے۔ اگلے سال وہ 12 افراد کے ساتھ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ یہاں پر عقبہ کی پہلی بیعت ہوئی۔ پھر جب مدینہ کا معاشرہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی کوششوں کے باعث تیار ہو گیا تو مدینہ کے شرفاء نے نبی سے ملاقات کی تاکہ نبی ﷺ کو نُصرۃ اور حفاظت کی پیش کش کر سکیں۔ پس وہ دوبارہ نبی ﷺ سے عقبہ میں ملے اور یہاں انھوں نے نبی کی بیعت کی۔ یہ بیعت نبی ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی بیعت تھی۔ سیرت ابنِ ہشام نے اس بیعت کو روایت کیا ہے:

((ثُمّ قَالَ: أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي مِمّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ. قَالَ: فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ بِيَدِهِ ثُمّ قَالَ: نَعَمْ وَالّذِي بَعَثَك بِالْحَقّ (نَبِيّاً) لَنَمْنَعَنّك مِمّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا، فَبَايِعْنَا يَا رَسُولَ اللّهِ، فَنَحْنُ وَاَللّهِ أَبْنَاءُ الْحُرُوبِ وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًا (عَنْ كَابِرٍ)))

"میں تم لوگوں سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ایسی حفاظت کرو گے جیسے کہ اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہو"۔ بَراء بن معرور نے نبی ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا: بیشک اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا، ہم آپ کی ایسی حفاظت کریں گے جیسے کہ ہم اپنی اولاد کی کرتے ہیں، یارسول اللہ! ہم سے بیعت لیجئے، اللہ کی قسم ہم جنگوں کے بیٹے ہیں اور سامانِ حرب ہمارے لئے کھلونوں کی مانند ہیں، اور یہ بات ہمارے آباؤ اجداد سے ہم میں میراث کے طور پر چلی آرہی ہے"

پس انصار کی اس نُصرۃ کے ذریعے اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور اسلامی ریاست وجود میں آ گئی!

لبرل ازم (آزاد خیالی)ایک جھوٹ اور دھوکہ ہے جو ایک انسان کو دوسرے انسان کا غلام بنادیتا ہے

تحریر:ابن نصرۃ

لبرل ازم کے بنیادی تصورات سترہویں صدی سے لے کر انیسویں صدی کے درمیان برطانیہ میں نمودار ہوئے اور نشوونما پائے۔ ان صدیوں میں لبرل ازم کے تصورات کو اپنے مخالفوں کے خلاف اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے استعال کیا گیا۔ جان لاک نے لبرل تصورات کو بادشاہت کے خلاف برطانوی تاجروں کی اشرافیہ کی حمائت میں استعال کیا؛ اورUtilitarianism کے نظریات کے حامل فلاسفروں نے لبرل ازم کو برطانوی سرمایہ داروں کی حمائت میں جاگیر داروں(country lords) کے خلاف استعال کیا۔خیال کیا جاتاہے کہ اسی دور میں فرانسیسی انقلابیوں نے لبرل ازم کو خفیہ برطانوی حمایت سے اپنی ریاست اور یورپ کی دوسری ریاستوں کو غیر مستحکم کرنے کے لیےاستعال کیا۔اس کے علاوہ اس تصور کو امریکی سرمایہ داروں کے ایک گروہ نے برطانوی سرمایہ داروں کے ایک گروہ کے خلاف اپنی بغاوت میں استعال کیا۔لبرل ازم کو بین الاقوامی سطح پر عثمانی خلافت کے خلاف استعال کیا گیااور اس کے خاتمے کے بعد اس تصور کو نئی دشمن آئیڈیالوجیز (نظریہ حیات) فاشزم اور کمیونزم کے خلاف استعال کیا گیا۔ آج اکیسویں صدی میں ایک بار پھر لبرل ازم کو اسلامی آئیڈیالوجی کو اُبھرنے سے روکنے کے لیے استعال کیا جارہاہے۔لہذا مخلص مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ لبرل ازم کے فلسفے کو جانیں اور مغرب کے ایک نظریاتی ہتھیار کے طورپر اس کا فہم حاصل کریں۔

لبرل ازم آزادی کے تصور کی ترجمانی کرتا ہے(یہ لاطینی لفظ liber سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے 'آزاد'اورliberalisکامطلب'آزادی'ہے)۔یہ ایک بہت ہی پُرکشش نعرہ ہے خصوصاً ان لوگوں کے لیے جن کا استحصال کیا جارہاہو لیکن اس کا اصل مطلب عام زبان میں استعمال ہونے والے معنی سے مختلف ہے۔آزادی کے عام معنی نجات کے ہیں یعنی کسی مخصوص روکاوٹ سے نجات حاصل کرنا جیسا کہ غلامی سے آزادی یافوجی قبضے سے آزادی وغیرہ۔ لیکن سیاسی لحاظ سے آزادی کے جو معنی لبرل ازم نے طے کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان کواس بات کی آزادی حاصل ہو کہ وہ جو عمل چاہے اختیار کر سکے۔ لہذا سیاسی معنوں میں آزادی ایک مختلف تصور بن گیا ہے کہ انسان خود مختار (اقتدارِ اعلیٰ) ہے۔

یہ ضروری ہے کہ آزادی کے عام معنوں سے ہٹ کرانسان کے خود مختار بننے کے تصوراوراس کے نتائج کو سمجھا جائے۔انسان کی خود مختاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا کی زندگی میں اپنے لیے راہ کا تعین خود کرے،اسے اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کسی اور طاقت اور اقتدار اعلیٰ کے سامنے جھک جائے چاہے وہ ایسا اپنی مرضی سے ہی کیوں نہ کرے۔ مثال کے طورپر اگر ایک شخص آزادنہ طورپر بادشاہت کے زیر سایہ رہنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس نے اپنے اقتدار اعلیٰ(خود مختاری)سے دست برداری اختیار کرلی اور اس طرح اُس نے لبرل ازم کے آزادی کے معنی کے الٹ راہ اختیار کی۔ آزادی کے مقبولِ عام تصور کے مطابق انسان کا خود مختار (مقتدر) ہونا ہی وہ اصول ہے جو کہ مغربی تہذیب اور زندگی کے پیشتر نظاموں کی بنیاد ہے خصوصاً اس کے لبرل جمہوری حکومتی نظام اوراس سے نکلنے والے سرمایہ دارانہ معاشی نظام کی۔

آزادی کا مطلب طاقتور کے ہاتھوں انسان کی غلامی ہے

آزادی کے مسحور کن لیکن دھوکے پر مبنی تصور کے ساتھ لبرل ازم طاقتوروں کے ہاتھ میں ایک انتہائی مہلک ہتھیار ہے۔ حقیقت میں ایک فرد روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا، لہذا ہوتا یہ ہے کہ وہ دوسروں کے تجویز کردہ حل کو بہر حال اختیار کرلیتا ہے۔ لبرل معاشروں میں طاقتور لوگ مسائل کے ایسے جوابات کو پھیلادیتے ہیں جوان کے مفادات کو پورا کرنے کا باعث بنتے ہوں چاہے اس سے ایک عام شہری کا حق ہی کیوں نہ مارا جارہا ہو۔ سرمایہ دارانہ معیشت کاروباری اشرافیہ کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور "نمائندہ" جمہوریت سیاسی اشرافیہ کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔ لبرل ازم کے تحت حاصل آزادی دراصل عام آدمی کی طاقتوروں کے ہاتھوں غلامی ہے۔

حقیقت میں انسان اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ وہ اپنی ذات میں خود اپنے آپ پر مقتدر ہو۔ اقتدار اعلیٰ صرف اُسی کے لیے ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور صرف وہی ہے جو یہ جانتا کہ اُس نے انسان کو کیوں پیدا کیااور صرف اُسی کے پاس انسان کی فطرت کے متعلق مکمل علم ہے۔اپنے لیے ناجائز طریقے سے اقتدار اعلیٰ کا منصب حاصل کر کے انسان نے اپنی خدائی کا اعلان کردیا ہے اور اس

حق کو چھین لیا جو صرف اور صرف اُس ذات کے لیے مخصوص ہے جس نے اُسے پیدا کیا ہے۔

انسان نے خود کو پیدا نہیں کیا بلکہ اس پر آشکار ہوا کہ وہ پیدا کیا گیا ہے، انسان خود سے اپنی زندگی کا مقصد نہیں جانتا اور نہ ہی انسان کے پاس اپنی فطرت سے متعلق مکمل اور صحیح علم موجود ہے۔ انسان اس قابل ہی نہیں کے خود اپنے آپ پر مقتدر ہو بالکل ویسے ہی جیسے کوئی بھی دوسری پیدا کی گئی یا بنائی گئی چیز خود پر مقتدر نہیں ہو سکتی۔ خدا کا انکار کرنے والے بھی یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ انھوں نے خود اپنے آپ کو تخلیق کیا ہے، لہٰذا انسان کے لیے مقتدر ہونے کا دعویٰ کرنا ایک غلطی ہے۔ جس طرح انسان نے جانا کہ اسے پیدا کیا گیا ویسے ہی اُسے اِس بات کی جستجو کرنی چاہیے کہ کس نے اُسے پیدا کیا ہے تا کہ وہ اپنے خالق کو مقتدر مان سکے۔

لبرل ازم مذہب کا دشمن ہے

عیسائیت کے زیر سایہ ہزار برس سے بھی زائد عرصے تک رہنے کے بعد مغرب نے مذہب کو زندگی سے جدا کر دیا اور لبرل ازم کو نئی تہذیب کی روح کے طور پر اختیار کر لیا۔ لبرل ازم کو عیسائیوں کے لیے خوش نما بنانے کے لیے انہیں یہ کہہ کر دھوکہ دیا گیا کہ 'مذہبی آزادی' کے تصور کے تحت وہ اپنے مذہب پر جس طرح چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں لبرل ازم ایک ایسا تصور ہے جو مذہب کی ضد ہے اور تمام مذاہب کا دشمن ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ مذہب اپنی فطرت میں انسان کو اعلیٰ و برتر ذات یعنی انسان کے خالق کے سامنے جھکنے کا حکم دیتا ہے۔ کوئی بھی مذہب انسان کو مقتدر قرار نہیں دیتا اور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق عمل اختیار کرے۔ مذہب انسان کو ایک مخصوص نظم و ضبط کا پابند کرتا ہے چاہے وہ نظم و ضبط اس کی پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہو یا صرف اخلاقی اور روحانی مسائل تک محدود ہو۔

لبرل ازم براہ راست مذہب سے ٹکراتا ہے کیونکہ لبرل ازم انسان سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کو وہ خود کو صرف اور صرف لبرل تصور کا پابند بنائے۔ لبرل ازم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جگہ انسان کو رب بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس کا نقاب کو مسترد کرنا لبرل ازم کے عین مطابق ہے۔ نقاب اس بات کا مظہر ہوتا ہے کہ انسان نے خود کو اپنے رب کی خواہش کا پابند کر دیا ہے اور یہ چیز پورے لبرل مغربی دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے چاہے ان تمام ممالک نے اس کو غیر قانونی قرار نہیں دیا ہے۔ ایک حقیقی لبرل انسان مذہب کا پابند نہیں ہو سکتا۔ ایک لبرل انسان مذہب کی کچھ باتوں پر عمل یا مذہب کے مطابق کچھ چیزوں سے اجتناب کر سکتا ہے لیکن ایسا وہ اپنی تمناؤں اور خواہش کے تحت ہی کرتا ہے۔

لبرل انسان اپنے رب کی نہیں بلکہ خود اپنی پرستش کرتا ہے۔ یہ اس مقتدر کی پرستش ہے جسے اُس نے خود اپنے لیے چُنا ہے کہ اُس نے کس طرح سے سوچنا ہے اور اپنی خوشی کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اگر وہ اپنے رب کی عبادت بھی کرتا ہے تو اس لیے نہیں کہ وہ خود کو اس بات کا پابند سمجھتا ہے بلکہ وہ ایسا اس لیے کرتا ہے کہ وہ اس کی خواہش رکھتا ہے۔ لبرل انسان اس بات میں خوشی محسوس کرتا ہے جب وہ کسی مسلمان کو نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ شراب پیتا ہوا بھی دیکھتا ہے۔ لبرل ازم اس طرح کے مسلمان کو "اعتدال پسند" سمجھتا ہے، جس سے اُس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ مذہب میں اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ ایک حقیقی لبرل انسان اس شخص سے شدید نفرت کرتا ہے جو خود کو اپنے رب کے سامنے مکمل طور جھکا دیتا ہے۔

آزادی نہیں ذمہ داری

شائد آزادی کے اس تصور نے جس چیز کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ انسان کا ذاتی احساس ذمہ داری کا تصور ہے۔

انسان کو تخلیق کرنے والے رب نے اُس کو اپنی تخلیقات میں فضیلت عطا کی ہے کیونکہ رب نے اُسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے نوازا ہے جس کے ذریعے وہ صراط مستقیم اور بدی کی راہ کے درمیان تفریق اور کسی ایک کا چُناؤ کر سکتا ہے۔ اسلام میں ہر بالغ، عاقل فرد ہر اس معاملے میں ذمہ دار اور قابل احتساب تصور کیا جاتا ہے جس کو اس کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہو (اصولِ فقہ کی اصطلاح میں انسان "مکلف" ہے)۔ لہذا اس پر لازم ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو اٹھائے جو اس پر ڈالی گئی ہے نہ کہ وہ یہ کہے کہ میں آزاد ہوں چاہوں تو اپنی ذمہ داری ادا کروں چاہوں تو نہ کروں۔ انسان پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان دو راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے اور وہ اپنے اس فیصلے پر قیامت کے دن جوابدہ ہو گا۔

ذمہ داری اور احتساب، آزادی سے ایک بالکل مختلف شے ہے۔ آزادی تباہ کن، باغیانہ اور مفاد پرستی کا تصور ہے جو انسان کو اپنی خواہشات اور مفاد کے تحت چلنے کی تعلیم دیتا ہے چاہے یہ اس کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے کتنا ہی نقصان کا باعث ہی کیوں نہ ہو۔ ذمہ داری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان اس بات سے باخبر ہو کہ اس کے اٹھائے جانے والے قدم کا اس کے لیے اور دوسروں کے لیے کیا نتیجہ نکلے گا۔ ہر عاقل و بالغ شخص اس قابل ہوتا ہے کہ وہ روز مرہ کی زندگی میں اپنے اعمال پر ذمہ دار ہو سکے کیونکہ وہ اس قابل ہوتا ہے کہ یہ جان سکے کہ اس کے اٹھائے ہوئے قدم کا اس کے لیے اور

باقی صفحہ 14 پر

خلافتِ عثمانیہ کی فضائیہ



ڈاکٹر عبدالرافع، فواد سعید

رائٹ برادران کی اوہائیو (امریکا) میں پہلی کامیاب ہوائی جہاز کی پرواز کے صرف چھ سال بعد ہی اسلامی ریاست (خلافتِ عثمانیہ) فوجی فضائی پروگرام کو شروع کرنے والی دنیا کی پہلی قوموں میں سے ایک بن گئی۔ مسلمانوں کا اس ٹیکنالوجی کو اپنانے میں یہ فوری قدم نہایت اثر انگیز لگتا ہے۔ دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ریاست کی حفاظت اور اس کے پھیلاؤ کے مقصد سے نئی نئی تکنیک اور ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے کی بنیاد خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی۔

طبریؒ نے اپنی طاریق (تاریخ) میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو صحابہ، عروہ ابن مسعودؓ اور غطان ابن سلمہؓ، کو دبابس (ٹینک کی طرح کے ہتھیار)، منجنیق اور دھابور (ٹینک ہی سے ملتے جلتے) کی تکنیکی کاریگری کو سیکھنے کے لئے شام کے شہر جرش بھیجا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے اور بہت سی مثالیں ملتی ہیں، جیسے کہ فارس کے لوگوں کے انداز میں غزوہ میں خندق کا استعمال، یا پھر منجنیق کی تیاری اور اس کے استعمال کے فن کو سیکھنے کے لئے ایک گروہ کو یمن بھیجنا۔ اسلامی ریاست رسول اللہ ﷺ کی سنت پر اس وقت بھی عمل کرتی رہی جب وہ ٹیکنالوجی میں دنیا کی قیادت کر رہی تھی۔ اور جب پرواز اور فضائی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی پروان چڑھی تو اسلامی ریاست نے ان ٹیکنالوجیوں کو اپنے استعمال کے لئے حاصل کرنے کے لئے کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔

فضائیہ کی تاریخ کسی اور سائنس یا ٹیکنالوجی کی تاریخ سے مختلف نہیں۔ فضائیہ میں یہ ترقی پہلی توانائی کے ذریعے پرواز سے صرف چند سال پہلے ہی نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک طویل اور بھرپور تاریخ ہے جس میں چھوٹی چھوٹی پیشرفت میں بھی صدیاں بیت گئیں۔ کئی قدیم تہذیبوں نے پروجکٹائل ہتھیار تیار کیے اور انسان کی پرواز کے لیے طرح طرح کے آلات اور ڈزائن تیار کیے، جن میں سے بہت سے تجربے ناکام ہوئے لیکن کچھ کامیاب بھی رہے۔ ان میں قدیم یونان سے آرقائیٹس کا میکانیکی کبوتر، چین سے آسمانی قندیل (گرم ہوائی غبارے) اور پہلا راکٹ ہتھیار جو چینیوں نے منگولوں کے خلاف استعمال کیا، جیسی مثالیں شامل ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کے تاریخ دان احمد محمد المقاری لکھتے ہیں کہ تیسری صدی ہجری میں عباس ابن فرناس پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے ڈزائن کیے ہوئے ونگ کونٹریپشن (پر نما آلے کے نظام) کے ذریعے سے گلائڈنگ ونگ (ہوا کے بہاؤ میں پروں کی) پرواز میں کامیابی حاصل کی۔

فضائیہ کے جدید دور کو صنعتی انقلاب کی آمد کے ساتھ مزید مدد حاصل ہوئی۔ توانائی کے ذریعے پرواز میں بڑی پیشرفت انیسویں صدی میں یورپ میں ہوئی جس کے نتیجے میں توانائی کی پروازوں میں کامیابی حاصل ہوئی۔ رائٹ برادران نے اپنے سے پہلے آنے والوں اور اپنے ہم عصر لوگوں کے کام کو بنیاد بناتے ہوئے، توانائی اور کنٹرول کے مسائل کو حل کیا اور ۱۹۰۳ میں اپنی تاریخی پرواز کی۔ اس کے بہت جلد بعد ہی انگلینڈ، فرانس، امریکہ، جرمنی، روس اور اٹلی نے اپنے فوجی فضائیہ کے پروگرام شروع کیے اور اسلامی ریاست نے بھی ان کی برابری کرتے ہوئے اپنا فضائیہ کا پروگرام 'عثمانلی ہوا کووتلری' شروع کیا۔

اسلامی ریاست کے یورپ میں موجود فوجی سفارتکاروں نے یورپ میں ہونے والی فوجی ہوائی جہازوں کی تیاری کے کام کی معلومات حاصل کیں اور بہت جلد ۱۹۰۹ میں خلافت عثمانیہ کے فوجی افسروں نے فرانسیسی ہوا بازوں کو استنبول میں کارکردگی دکھانے کی دعوت دی۔ جنگی وزیر محمت سوکت پاشا کی دعوت پر بلجیم کے پائلٹ بیرن ڈی کیٹرز نے استنبول آکر اپنے وائسن بائی پلین (دوہرے پروں والے جہاز) کی نمائشی پرواز کی۔ اس مظاہرے کا براہ راست نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی ریاست میں فوجی ہوابازی کے بارے میں آگاہی اور شوق پیدا ہوا۔ عہدیداروں نے پیرس میں ہونے والی بین الاقوامی فضائی کانفرنس میں ایک وفد بھیجا۔ ۱۹۱۰ میں مسلمان اُمیدواروں کو پائلٹ کی ٹریننگ کے لئے یورپ بھیجا گیا، لیکن ریاست میں مالی مشکلات کی بنا پر اس پلان کو ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے باوجود کچھ پائلٹوں نے پیرس کے فضائی اسکولوں میں تربیت حاصل کر کے اپنی فضائی سندیں حاصل کیں۔

عثمانی خلافت کے فوجی عہدیدار یورپ کی قوموں کے درمیاں بڑھتی ہوئی ہتھیاروں کی دوڑ اور مستقبل کی جنگی حکمت عملی میں فضائیہ کی اہمیت سے بھرپور واقفیت رکھتے تھے۔ کسی اچانک حملے یا پھر دوسری قوموں سے پیچھے رہ جانے سے بچنے کے لئے، جنگی وزیر محمت سِوکت پاشا نے لفٹیننٹ کرنل صوریا بے کو ۱۹۱۱ میں ہوائی غباروں کی خریداری، فضائی سہولیات کی تعمیر کی قیادت اور پائلٹوں کی ٹریننگ کے انتظام کی ذمہ داری دی۔ جنگی وزارت

کے سائنسی ریسرچ یونٹ کے زیرِاثر فضائی کمیشن کو قائم کیا گیا۔ محمت سوکت پاشا کی جانب سے دی گئی ذمہ داریوں کے علاوہ اس کمیشن کو جاسوسی اور سٹریٹیجک معلومات اکٹھا کرنے کا کام بھی دیا گیا۔ نا صرف ہوائی جہازوں بلکہ اینٹی ایئر کرافٹ (جہاز مار گرانے والے) ہتھیاروں کے بارے میں بھی معلومات کو حاصل کیا گیا جو کہ آنے والی اٹلی کے ساتھ جنگ میں بہت موئثر ثابت ہوئی۔

۱۹۱۱ میں اٹلی نے اسلامی ریاست کے کچھ حصے پر قبضہ کیا جو آج کے دور میں لیبیا کہلاتا ہے۔ خلافت عثمانیہ کی ناتجربے کار فضائیہ ہوائی جہازوں کو رکھنے کے قابل نہیں ہوئی تھی۔ فرانس سے ان ہوائی جہازوں کو خرید کر الجزائر کے ذریعے میدان جنگ میں بھیجنے کی کوشش بھی کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ ۲۸ ہوائی جہازوں اور ۴ ہوائی غباروں کے ساتھ اٹلی دنیا کی پہلی قوم بنی جس نے جنگ میں فضائیہ کا استعال کیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اینٹی ایئر کرافٹ (جہاز مار گرانے والے) ہتھیاروں میں ترقی کی وجہ سے اسلامی ریاست تاریخ کی وہ پہلی قوم بنی جس نے جنگ میں اینٹی ایئر کرافٹ (جہاز مار گرانے والے) ہتھیاروں کا استعال کیا۔ مسلمانوں کی فوج نے کامیابی کے ساتھ اٹلی کے ہوائی غباروں اور دوسرے ہوائی جہازوں کو مار گرایا اور ان میں سے کچھ پر قبضہ بھی کر لیا۔

۱۹۱۲ میں اسلامی ریاست کے پہلے پائلٹوں کپتان فیسا بے اور لفٹننٹ یوسف کنان بے اپنی تربیت مکمل کر کے فرانس سے واپس ہوئے۔ انہیں رعایا کے دیے ہوئے فنڈ سے خریدے گئے ۱۵ ہوائی جہازوں میں سے ۲ دیے گئے۔ ۲۷ اپریل، ۱۹۱۲ کو فیسا بے اور یوسف کنان بے نے استنبول کے اوپر ہوائی جہازوں کو اُڑا کر اسلامی سرزمین پر جہاز اُڑانے والے پہلے مسلمان پائلٹ بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ کچھ ہی عرصے بعد، جولائی ۱۹۱۲ میں استنبول کے قریب یسِلکوئے نامی قصبے میں ایک فضائی تربیتی اسکول کھولا گیا تا کہ اسلامی ریاست خود اپنے پائلٹوں کو تربیت دے سکے۔ یہ اسلامی ریاست کا ایک بہت اہم قدم تھا کہ جس نے دوسرے ملکوں پر انحصاری کو ختم کیا۔ جلد ہی پائلٹوں کی تعداد ۱۸ اور ہوائی جہازوں کی تعداد ۱۷ ہو گئی۔ جس کو جلد ہی اس وقت آزما لیا گیا جب بلقان کے نیم خود مختار علاقوں نے عثمانی خلافت سے بغاوت کی اور اسلامی ریاست کے خلاف علانِ جنگ کیا۔ اس تنازع کی ابتدا میں تو فضائیہ نے کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا لیکن جنگ کے دوسرے مرحلے میں ۹ جنگی ہوائی جہازوں اور ۴ ٹریننگ ہوائی جہازوں نے اہم کارکردگی دکھائی۔

اپنی فضائیہ کی دلیری کا مظاہرہ کرنے کے لئے اور ریاست کے شہریوں میں جذبہ پیدا کرنے کے لئے خلافتِ عثمانیہ کے فوجی افسروں نے کئی طویل فاصلے والی پروازوں کا اہتمام کیا۔ اس سے فضائیہ کی طویل پروازوں کی کارکردگی میں اور پوری ریاست کی وسعت تک حفاظت کی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوئی۔ پہلی طویل پرواز عدرین سے استنبول تک اُڑائی گئی، جس میں ۳ گھنٹے سے زیادہ وقت لگا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۱۳ کو بلقیس سِوکت حنیم پرواز اُڑانے والی پہلی مسلمان خاتون بنیں۔ فرانسیسی پائلٹوں کو ملنے والی پزیرائی کے جواب میں، جنہوں نے پیرس سے قاہرہ تک پرواز کی، اسلامی ریاست نے ۱۹۱۴ میں استنبول سے اسکندریہ تک ۱۵۰۰ میل کے فاصلے کو طے کرنے کے مظاہرے کا اہتمام کیا۔ ٹیکنالوجی کے ان اوائلی ادوار میں موجود فضائی خطرات کی وجہ سے ایسے دو معرکوں کا نتیجہ جہازوں کی تباہی کی شکل میں نکلا لیکن تیسرا معرکہ کامیاب رہا۔

جب عثمانی خلافت پہلی جنگِ عظیم کی لپیٹ میں آئی تو اُس کے پاس صرف ۷ ہوائی جہاز اور ۱۰ پائلٹ تھے۔ اس کے وزیروں کی ثابت قدمی اور جانفشانی کی وجہ سے اور اس کے نئے حلیف، جرمنی کی مدد سے، فضائیہ ۴۶ پائلٹوں، ۵۹ اوبزرور (مشاہدین)، ۳ اوبزرور غباروں، ۹۲ ہوائی جہازوں (جن میں ۱۴ سمندری ہوائی جہاز) اور اس کے علاوہ ۱۳ بیک اپ پائلٹ، ۲۲ اوبزرور ٹرینیز اور ۲۱ ٹریننگ ہوائی جہازوں تک بڑھ گئی۔ جیسے جیسے جنگ آگے بڑھی، مسلمانون نے برطانوی ہوائی جہازوں کو پکڑ کر اِس تعداد کو مزید بڑھانے کی کوشش کی۔ فضائیہ کی موجودگی اس بات کی واضح دلیل ہے کے اسلامی ریاست اپنے آخری دنوں میں بھی دنیا کے حالات اور ترقی سے کس حد تک آگاہ رہی۔

یہ ہے وہ داستان جو اسلامی ریاست نے دنیا کے مسلمانوں کے لئے چھوڑی۔ وہ اسلام اور مسلمانوں سے مخلص رہی اور اُس نے مسلمانوں کی زندگیوں کا اور اُنکے مفادات کا تحفظ کیا۔ تُرکی کی موجودہ سیکیولر ریاست، اسلامی ریاست کی فضائیہ کی براہِ راست وارث ہے، جو اسے دنیا کی قدیم ترین فضائیہ میں سے ایک بناتی ہے۔ کیا کرتی ہے یہ ترکی حکومت جب پڑوس میں شام، عراق، لبنان اور فلسطین کے مسلمانوں کو قتل کیا جاتا ہے؟ کیا کرتی ہیں دوسرے مسلمان ممالک کی کٹ پتلی حکومتیں جب مسلمانوں پر اُنکے اپنے علاقوں پر حملے کیے جاتے ہیں اور انہیں قتل کیا جاتا ہے؟ کتنے پیچھے ہیں مسلمان اسلامی ریاست کی غیر موجودگی میں نیوکلیئر ٹیکنالوجی، سب مرین ٹیکنالوجی، سیٹلائٹ ٹیکنالوجی اور دوسری ٹیکنالوجیوں میں، جو کہ مسلمانوں کے دفاع کے لئے اتنی اہم ہیں؟ صرف وہ ریاست ہی اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہ ہو سکتی ہے اور اس کے وسائل کو انکی حفاظت اور بہتری کے لئے استعال کر سکتی ہے جس کی قیادت ایک مخلص مسلمان کر رہا ہو، یعنی خلیفہ ۔ اور یہ صرف اور صرف اسلامی ریاست کے از سرِ نو قیام کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

امریکہ کا افغانستان سے انخلاء پاکستان کی مدد کے بغیر ممکن نہیں

تحریر: خالد صلاح الدین

امریکہ کے لیے پاکستان کی سٹریٹیجک اہمیت ایشیا کے حوالے سے سب سے بہت زیادہ ہے اور یہ حقیقت واضح بھی ہے۔ ایشیا اور ایشیا پیسیفک کے لیے امریکی منصوبوں کے لیے انتہائی اہمیت رکھنے والے دو



ممالک بھارت اور افغانستان کی سرحدیں بھی پاکستان سے ملتی ہیں۔امریکہ کی پاکستان ، افغانستان اور پورے یوریشیا کے لیے حکمت عملی پوری امت کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

وسطی ایشیا کے ممالک کی اپنے محل و وقوع کے حوالے سے بہت اہمیت ہے کیونکہ یہ چین اور روس کے درمیان واقع ہیں۔اس کے علاوہ ان ممالک میں موجود تیل و گیس کے وسیع ذخائر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔روس کے لیے ان ممالک کی یہ اہمیت ہے کہ وہ ان وسائل تک رسائی اور کنٹرول حاصل کر کے ان کی رسد (سپلائی) پر اپنی گرفت کو مزید مضبوط بنا سکتا ہے۔اگر یہ وسائل اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خطے میں مختلف معاملات پر اس کے حاوی ہونے کی صلاحیت متاثر ہوجائے گی۔ چین کے لیے بھی ان وسائل تک رسائی اپنی بہت بڑی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے اور معاشی ترقی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

یہ وہ جیوسٹریٹیجک معاملات ہیں جن کی بناء پر امریکہ اس خطے میں داخل ہونے کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ماضی میں امریکہ نے روسی جارحیت کو بنیاد بنا کر خطے میں اپنی مداخلت کے لیے پاکستان اور افغان مجاہدین کی حمائت کرنے کا جواز پیش کیا تھا۔اس کے علاوہ یہ خیال بھی عام ہے کہ افغانستان سے روس کی واپسی کے بعد امریکہ بھی اچانک چلا گیا تھا اور پاکستان اور افغانستان کو تنہا چھوڑ دیا گیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ پاکستان ،آئی،ایس،آئی کے ذریعے امریکی خواہش کے مطابق اپنا کردار ادا کر رہا تھا۔اس وقت خطے میں امریکہ کی اپنی موجودگی کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔

لیکن خطے میں سیاسی اسلام کی مضبوط ہوتی پکار اور اس کے ساتھ ساتھ طالبان کا امریکی احکامات کو ماننے سے انکار کر دینا اور 9/11 کے واقع نے امریکہ کے لیے وہ بہانہ مہیا کر دیا کہ وہ خطے میں بھرپور طریقے سے داخل ہو جائے۔

یقیناً امریکہ نے دس سال یہ جنگ اس لیے نہیں لڑی کہ وہ افغانستان کرپٹ جنگجو کمانڈروں یا آئی۔ایس۔آئی کے حوالے کردے کیونکہ وہ دونوں پر ہی بھروسہ نہیں کرتا۔ امریکہ خطے میں لمبے عرصے تک رہنا چاہتا ہے اور عراق اور دیگر مسلم ممالک میں اپنے اڈے بنانے کی پالیسی کو جاری و ساری رکھنا چاہتا ہے۔حالیہ عرصے میں افغانستان اور امریکہ کے درمیان جس سٹریٹیجک معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اس کا بنیادی مقصد افغانستان میں امریکی اڈوں کا قیام اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر گولیاں چلانے والے امریکی فوجیوں کے لیے کسی بھی جرم سے متعلق سزا سے استثناء حاصل کرنا ہے۔ یہ دو مقاصد ابھی تک پورے نہیں ہوئے ہیں جبکہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے امریکہ خطے میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ساتھ مسلسل کام کر رہا ہے۔ 9 مئی 2013 کو حامد کرزئی نے اعلان کیا کہ " امریکہ افغانستان میں نو اڈے قائم کرنا چاہتا ہے"۔ اس نے یہ بھی کہا کہ "امریکہ کو یہ اڈے دینے پر ہم رضامند ہیں" اور مزید کہا کہ "ان مسائل پر امریکہ کے ساتھ سنجیدہ مذاکرات ہوئے ہیں"(اے۔ایف۔پی)۔

14 ستمبر 2013 کو پاکستانی سینیٹر مشاہد حسین نے اپنے چار روزہ دورہ کابل سے واپسی پر ایک بیان دیا جسے Xinhuanet نے رپورٹ کیا۔اس نے کہا کہ امریکہ اور نیٹو کی تقریباً 20ہزار افواج افغانستان میں موجود رہیں گی۔ اس نے وضاحت کی کہ افغانستان اور پاکستان میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد امریکی نجی اہلکار سیکیوریٹی اور دوسرے معاملات دیکھ رہے ہیں۔اور ان کی تعداد میں نیٹو افواج کے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

12 ستمبر 2013 کو ملٹری ٹائمز میں شائع ہونے والے مضمون میں جنرل جوزف ایف ڈینفورڈ، جو افغانستان میں ایساف اور امریکی افواج کے کمانڈر ہیں نے کہا کہ " 2015 کے شروع میں امریکہ اور اتحادی افواج ایک نیا، مختصر لیکن اہم مشن شروع کریں گی جس کا نام ریزولیوٹ سپورٹ(Resolute Support) ہوگا۔ اس میں اس بات پر توجہ دی جائے گی کہ افغانستان

کے سیکیوریٹی کے اداروں میں ترقی کے عمل کو مکمل کیا جائے۔امریکی فوجی، مشیر کی حیثیت سے افغانیوں کو منصوبہ بندی، بجٹنگ، مواصلات اور انٹیلی جنس کی مہارت اور صلاحیت بڑھانے میں مدد فراہم کریں گے۔ پہلے کی نسبت کم فوجیوں سے امریکہ اور ہمارے اتحادی ان فوائد کو برقرار رکھ سکیں گے جنھیں بہت محنت سے حاصل کیا گیا ہے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ جو کچھ ہم نے پچھلے بارہ سالوں میں حاصل کیا ہے اس کو برقرار رکھا جائے۔ اگرچہ افغانیوں کو اب بھی کئی مشکلات کا سامنا ہے لیکن امریکہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک اہم مقصد کی تکمیل کے لیے صحیح سمت میں بڑھ رہے ہیں۔ ہم ایک ایسے نتیجے کے لیے بہترین مدد فراہم کر سکتے ہیں جو خطے میں ہماری مسلسل موجودگی کے ذریعے، افغان عوام اور افغان نیشنل سیکیوریٹی فورس کی حمائت کر کے، اصلاحات کے نفاذ کے لیے افغان حکومت کا احتساب کر کے اور مسئلہ کے سیاسی حل تک پہنچنے میں مدد فراہم کر کے، ہمارے قومی مفادات کا تحفظ کرے گا"۔

جس مشن کو بہت مختصر کہا جا رہا ہے اس میں بھی ایک بڑی تعداد ملوث ہو گی یعنی ایک لاکھ بیس ہزار فوجی، اور ان کی موجودگی امریکی مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے نام پر درست قرار دی جائے گی۔

امریکہ کی جانب سے ان اڈوں کی فراہمی کا مطالبہ قدرتی اور اس کے اہداف سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ امریکی اڈوں کی موجودگی امریکہ کو اس قابل بنائے گا کہ اگر اس کے کسی بھی فیصلے کو نافذ کرنے میں افغان حکومت ناکام ہو جائے یا وہ اس کے نفاذ میں دلچسپی نہ لے تو امریکہ اپنے فیصلوں کے نفاذ کے لیے اس پر دباؤ ڈال سکے۔ لہٰذا امریکی انخلاء کا منصوبہ نہ صرف محض ایک نعرہ ہے بلکہ وہ عقلی منطق سے بھی متصادم ہے۔

امریکہ افغانستان میں اڈے قائم کرنا چاہتا ہے لیکن امریکہ یہ بھی جانتا ہے کہ سیاسی لحاظ سے غیر مستحکم افغانستان اس کے سٹریٹیجک اہداف کی تکمیل میں روکاٹ کا باعث بن جائے گا۔ افغانستان میں استحکام وسطی ایشیائی ممالک میں داخل ہونے اور ان کے قدرتی وسائل کو اپنے قابو میں کرنے کے لیے ضروری ہے۔ وسطی ایشیائی ممالک سمندروں سے دور ہیں اور اس وجہ سے وہ تجارت کے لیے دوسرے ممالک پر انحصار کرنے پر مجبور ہیں۔ مندرجہ ذیل تصویر ان سمتوں کا تعین کرتی ہے جن کی جانب ان ممالک سے نکلنے والی تجارتی شاہراہیں ہو سکتی ہیں۔

امریکہ چاہتا کہ ان وسائل کو دنیا تک پہنچانے کے لیے افغانستان اور پاکستان کا راستہ اختیار کیا جائے۔ یہاں سے سمندر تک پہنچنے کا سب سے مختصر رستہ افغانستان اور پاکستان سے ہی ممکن ہے۔ اس کے علاوہ عالمی معاشی بحران کے دوران اس قسم کا مختصر ترین راستہ ان وسائل کو دنیا تک پہنچانے پر آنے والے خرچے کو بھی مختصر ترین کر دیتا ہے۔ روس کا راستہ اختیار کرنا مشکلات سے بھرپور ہے۔ مثال کے طور پر جنوری 2009 میں یوکرین کے ساتھ ایک تنازعہ میں روس نے گیس کی سپلائی مکمل طور پر بند کر دی جس کے نتیجے میں یورپ کو دی جانے والی گیس میں 60 فیصد کی کمی واقع ہو گئی تھی۔

اگر افغانستان میں استحکام قائم ہو جاتا ہے تو امریکہ وسطی ایشیائی ممالک کو آسانی سے افغانستان اور پاکستان کا راستہ اختیار کرنے پر راضی کر سکتا ہے۔ وسطی ایشیائی ممالک کے لیے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اس طرح انھیں دو عالمی پاورز، امریکہ اور چین کے ساتھ معاملات کرنے کا موقع حاصل ہو جائے گا جو کہ ایک منفرد سیاسی فائدہ ہے۔

امریکہ نے ترکمانستان، افغانستان، پاکستان، بھارت(TAPI) پائپ لائن کے لیے بہت کام کیا ہے جبکہ اس منصوبے کے ساتھ ساتھ وہ ایران، پاکستان، بھارت(IPI) پائپ لائن کی مخالفت کر رہا ہے۔ یہ دونوں پائپ لائنز بھارت کو توانائی فراہم کریں گی جیسا کہ درج ذیل تصویر میں بھی دیکھا یا گیا ہے لیکن TAPI زیادہ بہتر طریقے سے امریکی اہداف کو پورا کر سکے گی۔

اس کے علاوہ TAPI پائپ لائن کا منصوبہ، اس کی تعمیر اور اس کو محفوظ رکھنا خطے میں امریکی افواج کی موجودگی کا ایک اچھا جواز بھی فراہم کرتی ہے۔

ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے جبکہ امریکہ اپنے ایجنٹ کرزئی کے ذریعے افغانستان میں اڈے بھی



حاصل کر لے گا، امریکہ یہ بات جانتا ہے کہ طالبان کے ساتھ امن معاہدے کے بغیر افغانستان میں استحکام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ امریکہ طالبان کو امن مذاکرات کی میز پر لانے کے لیے پاکستان کو ایک اہم مہرے کے طور پر دیکھتا ہے اور اس نے اپنے ایجنٹ کرزئی کو اسی سمت میں ہدایت دی ہے۔ اپنے حالیہ دورہ پاکستان میں افغان صدر حامد کرزئی نے کہا کہ " ہم نے اس سلسلے میں بات کی ہے۔۔۔۔۔اس انفرادیت کے ساتھ کہ پاکستان کی حکومت جس طرح سے بھی اس کے لیے ممکن ہو، افغانستان میں

امن اور اس کے قیام کے لیے مواقعوں کی فراہمی یا طالبان اور افغان امن کونسل کے درمیان بات چیت کے لیے پلیٹ فارم کی فراہمی کے لیے مدد اور سہولت فراہم کرے گی"۔

یقیناامریکہ کا پاکستان پر انحصار بہت زیادہ ہے جیسا کہ امریکی چیرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف مارٹن ڈیمسی نے 19 جولائی 2013 کو اکنامک ٹائمز میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں کہا کہ "ہمارے سٹریٹیجک اور قومی سلامتی کے اہداف اب بھی یہ ہیں کہ القائدہ کو شکست دی جائے اور اسے ختم کر دیا جائے اور افغانستان اور پاکستان میں محفوظ پناہ گاہوں کو دوبارہ قائم ہونے سے روکا جائے۔ پاکستان کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے"۔

امریکہ پاکستان کی مدد کے بغیر نہ تو القائدہ کو شکست دے سکتا ہے اور نہ ہی طالبان کو امن مذاکرات کی میز پر لا سکتا ہے۔ لہذا افغانستان میں فوجی وسیاسی حل کی کامیابی پاکستان کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

افغانستان میں سیاسی استحکام کے ساتھ ہی وسطی ایشیائی ممالک کے توانائی کے وسائل افغانستان اور پاکستان کے ذریعے نکلنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ توانائی بحیرہ عرب کراچی یا گوادر کے ذریعے اور بھارت ملتان کے راستے پہنچے گی۔ توانائی کے وسائل کی فراہمی کے ذریعے بھارت کو مضبوط کرنے کی کوشش چین کو گھیرنے کے امریکی منصوبے کا حصہ ہے اور یہ بھی پاکستان کے بغیر ممکن نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ کو پاکستان کی ضرورت ہے تا کہ طالبان کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے۔ لہذا مستحکم افغانستان کے لیے پاکستان کا کردار ایک کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وسطی ایشیائی ممالک سے توانائی کے وسائل کو افغانستان اور پاکستان کے راستے دنیا تک پہنچانے کے لیے ایک مستحکم افغانستان ضروری ہے۔ توانائی کے ان وسائل تک بھارت کو رسائی فراہم کر کے بھارت میں موجود توانائی کے شدید بحران کو ختم کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یہ امریکہ کے اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت چین کے خلاف بھارت کو کھڑا کرنا مقصود ہے۔ لہذا یہ تمام صورتحال خطے میں پاکستان کو اہم ترین ریاست بنا دیتی ہے۔

بقیہ صفحہ 4 سے

6- پھر اللہ تعالیٰ ان کا جھوٹ اور ان کے قول میں تضاد بیان فرماتے ہیں، یہود سے جب پوچھا جاتا تھا کہ تم اللہ کے نازل کردہ کتاب، قرآن پر کیوں ایمان نہیں لاتے، تو وہ کہتے کہ ہمارا تو صرف توراۃ پر ایمان ہے جو ہم پر نازل کی گئی ہے، اس کے علاوہ جو نازل کی گئیں ان پر ایمان نہیں رکھتے، باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ قرآن ان کی کتاب کے اندر ذکر شدہ ان آیات کی تصدیق کرتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حالات کے متعلق ہیں، تو وہ جانتے ہیں مگر پھر بھی ضد اور عناد اور کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور اللہ ان پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کے اس جھوٹ کو ظاہر کرتے ہیں **(نُؤْمِنُ بِمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا)** کیونکہ ان کا ایمان اس پر بھی نہیں ہے جو ان کی طرف اتارا گیا تھا، وہ انبیاء کو قتل کرتے تھے جن کو قتل کرنا اسی توراۃ میں حرام کیا گیا جو ان کی طرف نازل کی گئی اور جس پر ایمان ہونے کا وہ دعویٰ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاء اللّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ)** "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی (توراۃ پر) ایمان رکھتے تھے تو اللہ کے نبیوں کو پہلے زمانے میں کیوں قتل کرتے رہے ہو؟ "

اس میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمانا چاہتے ہیں کہ وہ یہود جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے، اپنے پیشروں کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، پس ان کا ایمان نہ تو اس کتاب پر ہے جو ان کی طرف نازل کی گئی، نہ ہی اللہ کی طرف سے نازل کی گئی دوسری کتابوں پر یعنی انجیل اور قرآن کریم۔

بقیہ صفحہ 9 سے

دوسروں کے لیے کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔ یقیناً تمام مذاہب انسان کو اس دنیا کی زندگی میں اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ کوئی بھی مذہب انسان کو آزادی فراہم نہیں کرتا۔

لبرل ازم ایک جھوٹا فلسفہ ہے جس نے کئی نسلوں کو دھوکہ دیا اور عملاً طاقتور کو اقتدار اعلیٰ دے کر دنیا میں جبر اور استحصال کا ماحول پیدا کیا اور اسے عام کیا۔ یہ تصور پہلے ہی عیسائی اور اسلامی تہذیبوں کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا چکا ہے جنھوں نے دنیا پر ہزار سال سے بھی زائد عرصے تک اپنی بالادستی برقرار رکھی تھی۔ اب اس تصور کو اسلام کو دوبارہ ایک بالادست قوت بننے سے روکنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ لبرل ازم اپنی بنیاد سے ہی غلط ہے۔ لبرل ازم کے فلسفے میں کی جانے والی کوئی بھی تبدیلی اس کی غلطی اور جھوٹ کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ لبرل ازم کو مکمل طور پر مسترد کرنا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر اس فکر کو بھی مسترد کر دیا جائے جو کہ لبرل ازم کی سوچ پر تعمیر ہوئی ہے۔ پس مغربی تہذیب کو لازماً ختم کر دینا چاہیے اور اس کی جگہ مذہب کی بنیاد پر ایک نئی تہذیب کو کھڑا کرنا چاہیے تا کہ انسان دوسرے انسانوں کی غلامی اور پرستش سے آزادی حاصل کر کے صرف اور صرف اپنے رب کی ہی عبادت کر سکے۔

پاکستان کو اپنی خودمختاری کے تحفظ کے لیے ڈرون دفاعی پروگرام کی اشد ضرورت ہے

تحریر: ابوہاشم

پاکستان کے لیے امریکہ کے متکبر وائسرائے جان کیری نے توقعات کے مطابق مقامی مسلح گروپوں کو پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی کرنے کا ذمہ دار ٹھرایا۔ جیو نیوز کے لیے ایک خصوصی انٹرویو میں جان کیری نے کہا کہ لشکرِ طیبہ ، تحریکِ طالبان پاکستان اور القاعدہ جیسے دہشت گرد گروپ پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پاکستان میں اکثریت کی نظر میں قاتل ڈرون کے ذریعے امریکہ ہی پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی اور پاکستانی شہریوں کے قتلِ عام کا ذمہ دار ہے۔ جبکہ کیری کا کہنا ہے کہ امریکی ڈرون پروگرام مکمل طور پر دفاعی نوعیت کا ہے ۔ اُس نے کہا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ اپنے دفاع میں کر رہے ہیں ۔ یہ بات اس حقیقت کے برعکس ہے کہ امریکہ اپنے خلاف برسرِ پیکار القاعدہ ، لشکرِ طیبہ اور طالبان کو پکڑنے کی سرتوڑ کوشش میں ہے۔ پاکستان کے کسی حکومتی عہدہ دار یا حزبِ اختلاف کے رکن نے اس بے تکی منطق پر جان کیری کی سرزنش نہیں کی۔ توقعات کے عین مطابق نواز شریف اور عمران خان نے کیری سے خاموش احتجاج پر اکتفا کیا جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ ڈرون حملے جلد ختم ہو جائیں گے۔ لیکن نجانے کب!

اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان اپنے قدموں پر کھڑا ہو اور اپنا ڈرون پروگرام تشکیل دے جو کہ امریکی قاتل ڈرونز کا مقابلہ کر سکے جو پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس کے شہریوں کا قتل کرتے ہیں۔ پاکستان کو اپنے ڈرون پروگرام کے لئے مندرجہ ذیل فوری اور دیرپا اقدامات اٹھانے چاہیے:

1۔ پاکستان کی سوِل اور فوجی قیادت کئی برسوں سے امریکی ڈرون پروگرام کے لیے مادی مدد فراہم کر رہی ہے۔ وکی لیکس کے انکشافات اور مشرف کے امریکہ کے ساتھ خفیہ معاہدے اب ایک کھلا راز ہیں۔ پاکستان کو امریکی ڈرونز کے لئے اپنے ہوائی اڈوں کے دروازے بند کر دینے چاہیے اور ان میں موجود امریکی فوجیوں کو نکال باہر کرنا چاہیے۔

2۔ یہ امر واقع ہے کہ ڈرون حملوں کے لئے زمین پر موجود اہداف کی نشاندہی کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے مفصل زمینی نیٹ ورک ناگزیر ہے جو کہ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو زمینی ٹھکانوں پر امریکی ڈرون پروگرام کی مدد کے لیے مقرر ہوتے ہیں جن کے بغیر ڈرون حملہ ممکن ہی نہیں۔ پاکستان کو اس طرح کی تمام امداد کو فی الفور روک دینا ہوگا اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کو ختم کرنا ہوگا جس کو پاکستان کی سول و فوجی قیادت کی معاونت سے قائم کیا گیا۔ وہ تمام امریکی شہری اور سفارتکار جو فوجی ، سفارتی اور NGO کے کام میں ملوث ہیں ان کو فوری ملک بدر کر دینا چاہیے۔

3۔ اگر ان اقدامات سے امریکہ پاکستان میں ڈرون حملوں سے باز نہ آئے تو پاک فضائیہ کو حرکت میں لا کر ڈرونز اور ان کی تنصیبات کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ 2012 اور 2013 میں ایرانی فضائیہ نے امریکہ کے ایم ون ڈرون کو ایرانی فضائی حدود میں داخل ہونے پر تباہ کر دیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پاک فضائیہ کو ڈرون گرانے میں کونسا امر مانع ہے جبکہ ایرانی فضائیہ کے مقابلے میں پاک فضائیہ برتر اسلحہ سے لیس اور بہتر تربیت یافتہ ہے۔

4۔ پاک فوج کو ایک مستقل ٹاسک فورس تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرنے والے ڈرونز کو ہیک HACK کر سکے۔ اس کام میں استعمال ہونے والے جی پی ایس آلات اور سوفٹ ویئرز کی معلومات بآسانی میسر ہے۔ 2011 میں ایران نے اپنی قدیم ٹیکنالوجی سے امریکہ کے جدید ڈرون آر کیو 170 کو تباہ کر دیا تھا۔ اس ٹاسک فورس کو تعلیمی اداروں اور سوفٹ ویئر انڈسٹری کی مدد سے نہ صرف امریکی ڈرونز کو روکنے کے لئے جدید طریقے وضع کرنا ہونگے بلکہ اپنے ڈرونز کا ایک بیڑا تیار کرنا ہو گا۔

5۔ اپنی خودمختاری اور سالمیت کے تحفظ کے لئے پاکستان کو چین کی شراکت کے ساتھ سمارٹ ڈرونز تیار کرنا چاہیے۔ دونوں ملک پہلے ہی جے ایف 17 جیسا لڑاکا طیارا بنا چکے ہیں ۔ اس طرح اپنی ڈرون انڈسٹری بنانا بھی عین ممکن ہے۔

اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کہ قبائلی علاقوں کے لوگ بے خوف اور پُرامن زندگی بسر کر سکیں حکومت کو مندرجہ ذیل اقدامات کرنا ہونگے۔

1۔ امریکی ڈرونز کو ناکارہ بنانے کے لئے جیمنگ کے آلات قبائلی مسلمانوں کو فراہم کیے جائیں۔ زمین سے فضاء میں مار کرنے والے میزائل اور رڈارز کو نصب کیا جائے تاکہ امریکی ڈرونز کو گرایا جاسکے۔ اِن آلات کا تحفظ مسلح افواج کو ان علاقوں میں تعینات کر کے کیا جائے۔

باقی صفحہ 16 پر

آل پارٹیز کانفرنس :امریکی راج کو برقرار رکھنے کی کوشش

امریکہ کے ہاتھوں ہماری خودمختاری کی دھجیاں اڑانے کے لیے کیانی و شریف حکومت نے مزید وقت حاصل کرلیا

9 ستمبر 2013 کو ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس اور اس میں منظور کی جانے والی قرارداد پاکستان میں امریکی راج کو مزید دوام بخشنے کی ایک اور کوشش ہی ثابت ہوئی۔ ایک طرف تو قرارداد یہ اعلان کرتی ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کا تحفظ کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا کہ امریکہ پاکستان کی خودمختاری سے ماضی کی طرح کھیلتا بھی رہے۔ اس قرارداد میں ڈرون حملوں کی مذمت کی گئ جس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان مرد، عورتیں اور بچے شہید ہوچکے ہیں جبکہ پاکستان تن تنہا امریکہ کے ڈرون پروگرام کو تباہ و برباد کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اس بات کے باوجود کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے مسلمانوں کو اپنے معاملات کو کفار کے پاس لے جانے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ اقوام متحدہ استعماری طاقتوں کی آلہ کار ہے جس کو امریکہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے جب چاہتا ہے استعمال کرتا ہے اور جب چاہتا ہے نظر انداز کر دیتا ہے، اس کانفرنس نے ڈرون حملوں کے خاتمے کے لیے سلامتی کونسل سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ اِسی طرح اس قرارداد میں اُن لوگوں سے مذاکرات کرنے کی بات کی گئی ہے جو امریکیوں سے لڑ رہے ہیں جس کا مقصد صرف انخلاء کے دھوکے میں افغانستان میں امریکیوں کے لیے مستقل فوجی اڈوں کے قیام کو یقینی بنانا ہے۔

یہ کانفرنس درحقیقت پاکستان کو اِس امریکی جنگ سے نکالنے کے لیے نہیں بلکہ اِس جنگ کو مزید دوام بخشنے کا باعث ثابت ہوئی کیونکہ کانفرنس میں یہ کہا گیا کہ **"دہشگردی کے خلاف جنگ کے طریقہ کار اور وسائل کا فیصلہ خود کرینگے"**۔ افسوس کہ وہ جماعتیں جو عوام کے سامنے دن رات اِس امریکی جنگ سے پاکستان کو نکالنے کا مطالبہ کرتی رہتی ہیں انھوں نے بھی اس قرارداد پر دستخط کر کے یہ ثابت کیا کہ وہ امریکہ مخالف عوام کے جذبات کو محض اپنے سیاسی فائدے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ لہٰذا ایک بار پھر یہ ثابت ہوا ہے کہ جمہوری نظام میں کوئی بھی حکمران بن جائے وہ ہمیشہ امریکہ اور استعماری طاقتوں کے مفادات کا ہی تحفظ کرتا ہے۔

اس کانفرنس میں افغانستان میں صلیبیوں کی زندگی کو برقرار رکھنے والی نیٹو سپلائی لائن کی بندش کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا جو وحشی مغربی افواج کے لیے ہتھیار، شراب اور سور کے گوشت کی فراہمی کا باعث ہے۔ نہ اس کانفرنس میں ملک سے امریکہ کے فوجی، انٹیلی جنس اور نجی فوجی اہلکاروں کی ملک بدری کا مطالبہ کیا گیا جو پاکستان میں امریکی جنگ کو جاری رکھنے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ اور نہ ہی اس کانفرنس میں امریکی سفارت خانے اور قونصل خانوں کی بندش کا فیصلہ کیا گیا جہاں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف منصوبے بنائے جاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کے لیے کیانی و شریف حکومت کو احکامات جاری کیے جاتے ہیں۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان تمام جماعتوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اگر اُن کی عوام میں کوئی نیک نامی رہ گئی ہے تو اُسے پاکستان کو تباہ کرنے پر تلے، امریکہ اور اس کے ایجنٹوں، کو مزید وقت فراہم کر کے مت ضائع کریں۔ اب وقت آچکا ہے کہ آپ بھی کھل کر ملک میں امریکی راج کی نگہبان جمہوریت کے خاتمے کا مطالبہ کریں اور خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ ایک ایسے وقت میں جب امت اسلام اور اس کی حکمرانی کا مطالبہ کررہی ہے اور خلافت کی واپسی کے آثار بھی واضح ہیں، اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو وہ وقت دور نہیں جب امت آپ کو بھی غدار حکمرانوں کے ساتھیوں کے حوالے سے ہی یاد کرے گی۔ اور اگر آپ میں کوئی شرم وحیا نہیں تو پھر آپ کا جو جی میں آئے کریے!

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

بقیہ صفحہ 15 سے

2۔ مزید برآں، قبائلی آبادیوں کے تحفظ کے لیے گہرے بنکرز تعمیر کیے جائیں تاکہ اگر کوئی ڈرون بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کی تباہی سے قبائلی آبادیوں کو محفوظ کیا جاسکے۔

امریکی ڈرونز سے بچاؤ کی خاطر پاکستان ڈرون دفاعی پروگرام بآسانی نافذ کیا جا سکتا ہے۔ یہ پروگرام بلاشبہ پاکستان کی سلامتی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کا پائیدار حل ہے۔ پاکستان کی سلامتی صرف اور صرف خلافت کے قیام سے ہی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔ خلافت کے زیرِسایہ ہی پاکستان مضبوط صنعتی پروگرام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے جو کہ فوجی برتری کے ذریعے ملکی سلامتی کو یقینی بنائے گا اور دشمن کے دل میں خوف پیدا کرے گا۔ صرف اسی طرح اللہ کے اس حکم کی پیروی ممکن ہوسکتی ہے۔

وَأَعِدُّواْ لَهُمْ مَّا ٱسْتَطَعْتُمْ مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ ٱلْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ ٱللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لاَ تُظْلَمُونَ

"تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔" (الانفال۔ 60)

خلافت کے قیام کے لیے افواج کی جانب سے نُصرَۃ(مادّی مدد)کی فراہمی

حزب التحریر ولایہ پاکستان ملک بھر میں سیمینارز اور اجتماعات منعقد کر رہی ہے تا کہ مندرجہ ذیل قراردادوں کو مسلمانوں تک پہنچایا جائے۔

قرارداد نمبر1۔جمہوریت کے ذریعے اسلام کبھی بھی نافذ نہیں ہو سکتا

جی ہاں، اسلام نے اس بات کو فرض قرار دیا ہے کہ امت کا حکمران اُمت کی مرضی اور اس کے انتخاب کے ذریعے بنایا جائے۔ جی ہاں، ایک بار جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کر دی تو انتخاب ہی وہ طریقہ تھا جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کو حکمرانی کے لیے چُنا گیا تھا۔ لیکن اسلام میں وہی شخص حکمران بن سکتا ہے اور حکمران رہ سکتا ہے جو اسلام اور اس کی شریعت کی بنیاد پر حکمرانی کرے نہ کہ جمہوریت اور اس کے کفر کی بنیاد پر۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفار نے آپ ﷺ کو اپنی پارلیمنٹ، دارالندوہ، میں شمولیت اور اس کا سربراہ تک بننے کی پیشکش کی لیکن رسول اللہ ﷺ نے مضبوطی سے اس پیشکش کو رد کر دیا۔ اللہ کے نازل کردہ نظام کے سوا کسی بھی دوسرے نظام کو اللہ سبحانہ وتعالی نے "طاغوت" قرار دیا ہے اور موجودہ جمہوریت اسی کی ایک شکل ہے کہ جس میں قانون وفیصلے کا اختیار شریعت کی بجائے پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے عوامی نمائندوں کے پاس ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالی نے ارشاد فرمایا:﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ﴾"کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں، اس پر جو آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوا، یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت (غیر اللہ) کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ طاغوت کا انکار کر دیں"(النساء:60)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا اقتدار لینے سے انکار کر دیا جس میں اقتدار کے بدلے اسلام کے کسی بھی معاملے پر سمجھوتے کی شرط عائد کی گئی ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بَنُو عامر بن صَعصَعَۃ کے وفد کی اس پیش کش کو مسترد کر دیا جب انھوں نے آپ ﷺ کو اقتدار دینے کے بدلے یہ شرط عائد کی کہ آپ ﷺ کے بعد یہ اقتدار انھیں منتقل ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ((الأمر لله يضعه حيث يشاء)) "حکمرانی اللہ کی ہے اور وہ جسے چاہے گا اسے دے گا"۔ تو پھر ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جو جمہوری نظام، اس کی پارلیمنٹ اور وزارتوں میں شرکت کر کے اگر پورے اسلام سے نہیں تو اس کے بیشتر حصے سے دستبردار ہو جاتے ہیں؟ یقیناً رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ان تمام مسلمانوں کے لیے ایک واضح سبق ہے، جو اب بھی جمہوری نظام کے مغربی جال کی طرف اندھا دھند بھاگے چلے جا رہے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ اسلام، اس کی شریعت اور اس کی خلافت کے قیام کے لیے کوشش کر رہے ہیں، چاہے ان لوگوں کا تعلق پاکستان سے ہو یا مصر سے، ترکی سے ہو یا کسی اور مسلم ملک سے۔

قرارداد نمبر2۔ خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے افواج سے نصرۃ طلب کرنا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے

رسول اللہ ﷺ کفریہ نظام کو تبدیل کرنے کے لیے اسی کفریہ نظام کا حصہ نہیں بنے، اگرچہ انھیں اس نظام کا سربراہ بننے کی دعوت دی گئی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے اقتدار کو بھی قبول نہیں کیا جس کے بدلے میں آپ ﷺ سے اسلام کے کسی ایک معاملے پر بھی سمجھوتے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس کی جگہ رسول اللہ ﷺ نے کفر کی حکومت کے خاتمے کے لیے پورے معاشرے سے اس کفریہ حکومت کی حمایت اور قوت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف سے کفر کی حمایت کو ختم کیا اور اس کے لیے آپ ﷺ نے کفر کے نظام کو کھلم کھلا چیلنج کیا، اس کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے کفر کی حکمرانی کو اس مادّی سہارے سے محروم کیا جو اسے تحفظ فراہم کیے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ذاتی طور پر ان لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو جنگی طاقت رکھتے تھے اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ایمان قبول کرنے کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام کو نُصرَۃ(مادّی مدد)فراہم کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے رسول اللہ ﷺ نے طویل سفر کیے، مشکلات اٹھائیں تا کہ اسلام کو ایک ریاست کی شکل میں قائم کرنے کے لیے نُصرۃ کے حصول کو یقینی بنایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ جن لوگوں سے نصرۃ کا مطالبہ کرتے تھے، ان کی مادّی قوت کے متعلق بھی معلومات حاصل کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان سے سوال کرتے تھے:((و هل عند قومك منعة؟)) "کیا تمھارے لوگ طاقت و اسلحہ رکھتے ہیں؟" اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کی پیش کش کو قبول نہ کیا جن میں اسلام کے دشمنوں سے اسلام کا دفاع کرنے کی طاقت موجود نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی قبائل سے ملاقاتیں کیں جن میں بَنُو کلب، بنو حَنِیفَۃ، بنو عامر بن صَعصَعَۃ، بنو کِندۃ اور بنو شیبان شامل تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اسی طریقہ کار پر صبر واستقامت کے ساتھ کاربند رہے یہاں تک کے اللہ تعالی نے نصرۃ کے حصول میں

کامیابی عطا فرمادی جب انصار کے ایک چھوٹے مگر مخلص اور اہلِ قوت گروہ نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے نبی کریم ﷺ کو نُصرۃ فراہم کر دی۔ لہٰذا اسلام کی حکمرانی کے لیے نصرۃ کا حصول رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقہ ہے، اس طریقے پر چل کر نبی ﷺ نے یثرب کے تقسیم شدہ معاشرے کو اسلام کے قلعے، مدینۃ المنورہ میں تبدیل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار اسلام کے قیام کے لیے اہلِ قوت سے نُصرۃ (مادّی مدد) حاصل کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور مسلمانوں کی افواج ہی اہل قوت ہیں۔ افواج کو اپنی قیادت میں موجود غداروں کو اس بات کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جمہوریت کے استحکام کے لیے ان کی طاقت کو استعمال کریں بلکہ افواج کو خلافت کے قیام کے لیے مدد فراہم کرنی چاہیے۔

قرارداد نمبر 3۔ ہر مسلمان مرد و عورت جس بھی فوج کے افسر کو جانتے ہوں اس تک مندرجہ ذیل پیغام کو ضرور پہنچائے

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار اسلام کے قیام کے لیے اہلِ قوت سے نُصرۃ (مادّی مدد) حاصل کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور تم میں سے ہر ایک یہ نُصرۃ دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔ تمھارے بیٹے، بیٹیاں، بھائی، بہنیں اور مائیں تمہیں پکارتی ہیں کہ تم اپنی ذمہ داری کو پورا کرو۔ نصرۃ کا معاملہ تمہارا ہے اور یہ وقت بھی تمہارا ہے، لہذا اگر تم اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کرو گے تو تم یقیناً کامیاب رہو گے۔ کفریہ جمہوریت کی حمایت کر کے، جسے لوگوں کی حمایت بھی حاصل نہیں ہے، اپنی امت اور اپنے حلف سے غداری مت کرو۔ کیانی و شریف اوران کا ٹولہ کہ جس نے اپنے حلف سے غداری کی ہے ،اور جنہوں نے ہماری قیادت کی صفوں کو داغدار کر دیا ہے؛ ایسے لوگوں کی زندگی کی خاطر اپنی آخرت کو برباد مت کرو! حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کر کے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر خلافت کو قائم کر دو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب رہے اور کفر اور ان کے لوگوں پر غالب آ گئے تو تمہارا یہ عمل تمہاری اور امتِ مسلمہ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے گا۔

(إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ)

"اگر اللہ تعالی تمھاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمھاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے" (آل عمران:160)

11 شوال 1434ھ — حزب التحریر

18 اگست 2013ء — ولایہ پاکستان

www.hizb-pakistan.com



کراچی - انجینئر ساہام سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں۔



کراچی - سیمینار میں شریک افراد



لاہور- ڈاکٹر افتخار سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں



لاہور- سیمینار میں شریک افراد

اس عہد کے شیر دل نوید بٹ کی رہائی کے لیے آواز بلند کریں

پریس بریفنگ برائے نوید بٹ کو آزاد کرو مہم



حزب التحریر ولایہ پاکستان کی مرکزی رابطی کمیٹی کے سربراہ جناب سعد جگرانوی نے پاکستان کے سب بڑے اور سب زیادہ آبادی والے صوبے کے دار لحکومت لاہور، جہاں ایک کروڑ سے زائد لوگ آباد ہیں، میں معزز صحافی حضرات کے ساتھ ایک پریس بریفنگ کا اہتمام کیا۔ اس پریس بریفنگ میں جو پیغام دیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہے:

معزز صحافی حضرات!

حزب التحریر نے آج آپ کو اس شخص کی رہائی کے لیے آواز بلند کرنے کے لیے اکٹھا کیا ہے جسے آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ 11 مئی 2012 کو ہمارے پیارے اور انتہائی معزز بھائی، پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو ایجنسیوں نے ان کے خوفزدہ بچوں کے سامنے اس وقت اغوا کیا تھا جب وہ انھیں اسکول سے لے کر گھر پہنچے ہی تھے۔ نوید کو صرف اس وجہ سے اغوا کیا گیا تھا کیونکہ وہ ہمارے عہد کے غداروں اور امریکی راج کے قیام کے لیے ان کی حمائت کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

ایک دہائی سے زیادہ عرصے تک ہمارا بھائی ہمارے درمیان بیٹھ کر پاکستان میں خلافت کے قیام کے ذریعے اس ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے ہمیں بلاتا رہا۔ ایک دہائی سے زیادہ عرصے تک اس نے کئی ذاتی مشکلات اور مصائب کا سامنا کیا جس میں اس کے خلاف جھوٹے الزامات، حکومتی غنڈوں کی جانب سے دن رات اس کا پیچھا کیا جانا، خطرناک نتائج کی دھمکیاں اور آخر کار انھیں اغوا کر لیا گیا۔ جی ہاں، یقیناً شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے۔ اور نوید بٹ نے ہماری اس نسل کے لیے اور پاکستان کے مسلمانوں کے لیے، ظلم کے اس عہد میں ایک مثال قائم کی ہے۔ اس کے علاوہ نوید بٹ کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم ظالموں کے قید خانے سے اُن کی رہائی ممکن بنائیں۔

اے قابلِ احترام صحافیوں!

ہم آپ سے نبی آخرالزماں ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے مخاطب ہیں۔ جس طرح پچھلی نسلوں میں انبیاء علیہ الاسلام جابروں کے سامنے حق و سچ بیان کرتے تھے ہم بھی اُسی طرح حق و سچ کو پوری قوت سے بیان کرتے ہیں۔ اور نوید بٹ انبیاء علیہ الاسلام کی اس سنت کی ادائیگی کے لیے ہمیشہ پہلی صف میں موجود رہے۔ اپنے اس فرض کی ادائیگی کی بنا پر وہ ہماری مدد کے حق دار ہیں۔

اس بات پر غور کریں کے اللہ سبحانہ و تعالی نے ہمارے سامنے بغیر کسی خوف کے حق و سچ بات کہنے والے انبیاء کی مثالیں پیش کی ہیں۔ انبیاء علیہ الاسلام ظالم کے سامنے حق و سچ بات کہتے تھے اور وہ ظالم ان کے دشمن بن جاتے تھے لیکن یہ بات انھیں کبھی اس عمل سے روک نہ پاتی تھی کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ اللہ کا یہی طریقہ ہے۔ لہذا وہ ظالموں کے سامنے کھڑے ہوا کرتے تھے اور اپنے ایمان کی قوت کے بل بوتے پر ظلم کے خاتمے کی کوشش کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے لیے اللہ سبحانہ و تعالی ہی کافی تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں: **وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوّاً مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَى بِرَبِّكَ هَادِياً وَنَصِيراً** "اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بعض گناہ گاروں کو بنادیا ہے۔ اور تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا ہے" (الفرقان: 31)۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ انبیاء علیہ الاسلام نے اس وقت بھی ظالموں کے سامنے حق بات کہتے رہے جب انھوں نے اسلام کی دعوت کو ختم کرنے کے لیے اسلام اور اس کے داعیوں کے خلاف جھوٹ اور بہتان ترازی کی مہم چلائی۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جب موجودہ دور کے ظالم ہمارے عظیم دین اور ان لوگوں کے خلاف جھوٹ بولیں جو اس کی دعوت اگلی صفوں میں رہ کر کر رہے ہوں اور ہم ان کے جھوٹ پر خاموشی اختیار کریں؟ اور اس سے بھی بدتر بات تو یہ ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اپنے قلم اور تقریر کو ان کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے استعمال کرنے لگیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب اللہ سبحانہ و تعالی نے جابروں کے ان گھٹیا ہتھکنڈوں کو خود بے نقاب کیا ہے؟ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں: **كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلاَّ قَالُواْ سَـحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ** "اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس بھی رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے" (الذریٰت: 52) تو اس کے بعد بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے جھوٹ کا شکار ہو جائیں؟

ہاں یہ سچ ہے کہ جب بھڑیا سفید بھیڑ کو کھانے کے لیے آیا تو وہ وہ بہت پچتائی کہ کیوں اس نے اس وقت

باقی صفحہ 28 پر

سوال کا جواب: امریکی پالیسی کے حوالے سے ایران کا کردار کیا ہے؟

سوال : امریکی پالیسی کے حوالے سے ایران کا کردار کیا ہے؟ دوسرے لفظوں میں خطے میں رونما ہونے والے واقعات میں ایران کی امریکی پالیسی سے الگ اپنی کوئی پالیسی ہے؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایران خطے میں ایک خاص فکر کا علمبردار ہے جو کہ جعفری مذہب ہے؟ آخری بات یہ ہے کہ ایران کے ایٹمی اسلحے کے بارے میں امریکہ کا حقیقی موقف کیا ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہمیں پہلے ایرانی حکومت کی حقیقت، انقلاب اور جمہوریت کا اعلان کرنے کے بعد سے اس کی پالیسی اور اس سب کا امریکہ کے ساتھ تعلق کا مختصر جائزہ لینا ہوگا:

1۔ ایرانی انقلاب کی ابتدا سے ہی اس میں امریکہ کا کردار نہایت واضح تھا۔ خمینی کے فرانس "ٹوگل لوشاتو" میں موجودگی کے دوران ہی وائٹ ہاوس کے وفود ان سے ملتے رہے اور امریکہ کے ساتھ خمینی کے تعاون کا معاہدہ ہو گیا۔ اس وقت کے امریکی اخبارات نے اس حوالے سے اور وہاں ہونے والی ملاقاتوں کے بارے میں خبریں شائع کی۔۔۔۔ جس کا انکشاف بعد میں خود ایران کے پہلے جمہوری صدر ابوالحسن بنو صدر نے 12 جنوری 2000 کو الجزیرہ چینل سے بات کرتے ہوئے کیا کہ وائٹ ہاوس کے وفود "ٹوگل لوشاتو" فرانس آتے رہے جہاں خمینی مقیم تھے۔ ان وفود کا استقبال یزدی، بازرکان، موسوی اور اردبیلی کیا کرتے تھے۔۔۔۔ یہاں طرفین کی اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں جن میں سب سے مشہور اکتوبر کی وہ ملاقات ہے جو پیرس کی مضافات میں ہوئی جس میں ریگن اور بش کی پارٹی اور خمینی کی پارٹی کے درمیان ملاقات ہوئی، جس میں خمینی نے یہ کہا کہ وہ امریکہ کے ساتھ اس شرط پر تعاون کے لیے تیار ہے کہ وہ ایران کے اندونی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ اس معاہدے کے بعد ہی خمینی کو فرانسیسی طیارے کے ذریعے تہران پہنچایا گیا، اس کے ساتھ ہی امریکہ نے شاہ پور بختیار پر اقتدار خمینی کے حوالے کرنے کے لیے دباوڈالا اور ایرانی فوجی قیادت کو بھی خمینی کا راستہ روکنے کی صورت میں سنگین نتائج کی دھمکی دی۔

یوں خمینی مرشد اور حکمران بن گئے۔ اس کے بعد عالم اسلام کے دوسرے ملکوں کے آئین کی طرح مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کے مطابق ہی ایک دستور تیار کیا گیا۔ ایران کا دستور بھی مغرب کے دستوروں کی ہی نقل ہے جیسا کہ نظام حکومت جمہوری اور وزارتی تقسیم، پارلیمنٹ کا کام، اختیارات کی تقسیم سب سرمایہ دارانہ نظاموں کے مطابق ہے۔ جہاں تک دستور میں موجود اس بات کا تعلق ہے کہ "ایران کا سرکاری مذہب اسلام اور مسلک جعفری اثنا عشری ہے" یہ بھی عالم اسلام کے اکثر ملکوں کے دستوروں میں موجود اس شق کی طرح ہے جس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ریاست اسلام کی بنیاد پر قائم ہے یا ریاست کا کام اسلام کا علمبردار بننا ہے، بلکہ اس کا تعلق رسومات اور تہواروں سے ہے اور لوگوں کے اعتقادات، عبادات اور ان کی زندگی کے بعض امور کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ایران کے دستور میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ فلاں دین یا فلاں مذہب ریاست کا پیغام یا اس کی خارجہ پالیسی کا ہدف ہے بلکہ یہ ہدف وطنیت اور قومیت ہے۔ یہ ریاست موجودہ عالمی اصولوں اور پیمانوں کے مطابق ہی چلتی ہے۔ ریاست سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد پر قائم علاقائی اور بین الاقوامی تعلقات جیسا کہ اقوام متحدہ اور اسلامی تعاون کی تنظیم کی رکنیت، اسلام کی بنیاد پر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات کو دیکھا جاسکتا ہے کہ ایرانی ریاست کا کوئی خاص پیغام یا کوئی ایسا متعین پروگرام نہیں جو اسلام کی بنیاد پر ہو، بلکہ ایرانی حکومت پر قومیت اور وطنیت کا رنگ ہی غالب ہے۔ یہی قومیت اور وطنیت ہی اس کی موجودہ حکومت، ریاستی ڈھانچے اور زمین کی حفاظت کا آئینہ دار ہے۔ انقلاب کے ابتدائی دنوں میں ہم (حزب التحریر) نے خمینی سے رابطہ کیا اور ان کو امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کرنے اور ایک اسلامی دستور کا اعلان کرنے کی نصیحت کی۔ ہم نے ان کے سامنے اس دستور کے خدوخال رکھ دیے۔ ان کو خط لکھ کر ہم نے ایرانی دستور کے نقائص کو تفصیل سے بیان کیا لیکن انہوں نے ہماری نصیحت کو قبول نہیں کیا اور اسلام مخالف دستور اور سرمایہ دارانہ مغربی طرز کے جمہوری نظام پر ہی اصرار کیا۔

2۔ رہی بات اس مسلک کی جس کو انہوں نے حکومت کا رسمی مسلک قرار دیا ہوا ہے، اس کو بھی انہوں نے ایک پیغام اور ایک ایسے منصوبے کے طور پر شامل نہیں کیا جس کا وہ علمبردار ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے نظام حکومت کو اس مسلک کی بنیاد پر استوار نہیں کیا ہے، نہ دستور کو اس مسلک کی بنیاد پر وضع کیا ہے۔ اسی طرح دستور کا مواد بھی اس مسلک سے اخذ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ نظام حکومت، خارجہ پالیسی، فوج اور امن وامان سے متعلق سارا مواد سرمایہ دارانہ نظام سے ماخوذ ہے۔ یہ سعودی نظام حکومت سے مشابہ ہے جو جزیرہ عرب میں پھیلے "حنبلی مسلک" کو اپنی حکومتی مفادات کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، تاہم ایران مسلکی پہلو کو اپنے پیروکار اور حمایتی یا ایسے لوگ حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے جو اس کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہوں، جن کے ہاں تنگ نظر مسلکی نعرے کا راج ہو اور اسی وجہ سے ان کو اپنے وطن کے مفادات کے لیے استعمال کرنا آسان

ہو۔ یہ جعفری مسلک یا شیعیوں کی خدمت کے لیے نہیں ہوتا کیونکہ وہ شیعیوں جعفری مسلک کی مدد صرف اس وقت کرتا ہے جب وہ ایران کے قومی مفاد میں ہو، اگر سیکیولرازم اس کے مفاد میں ہو تو اسلام، شیعیت اور مسلک کو پس پشت ڈالتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایران عراقی اور شامی حکومتوں کی مدد کر رہا ہے جو کہ سیکیولر اور امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ شیعہ سعودیہ کے مشرقی صوبوں میں بھی بڑی تعداد میں ہیں اور یہی علاقے سعودی آئل فیلڈز ہیں اس لیے ایران نے کئی موقعوں پر سعودیہ کو کمزور کرنے کے لیے یہاں افراتفری پھیلانے میں مدد کی اور بحرین میں بھی یہی پالیسی جاری رکھی جس پر سعودیہ نے اپنی فوج کو بحرین میں داخل کر دیا۔۔۔۔

ایران مسلکی پہلو کو اس وقت جوتے کے نوک پر رکھتا ہے جب وہ اس کے قومی مفادات سے ٹکرائے۔ آذربائیجان کی مثال لیجئے جب اس نے 1989 میں سوویت یونین کے قبضے سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد شروع کی اور لوگوں نے ایران کے ساتھ سرحدوں کو مٹا کر ایک ہونے کا ارادہ کیا اور 1990 میں روسی حملہ آوروں کی طرف سے ان کا قتل عام کیا گیا جو ایسی حکومت کے قیام کو روکنے کے لیے تھی جو ان کی تابع نہ ہو۔ باکو شہر پر یلغار کی گئی، پھر انہوں نے اپنے پرانے کمیونسٹ ایجنٹوں کو ہی حکومت دے دی۔ اس سب کے باوجود اس روسی یلغار کے مقابلے میں جس نے ان حریت پسند مسلمانوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا ایران نے آذربائیجان کے لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی جو روسی آگ اور کمیونسٹ پنجے سے بچنے کے لیے جائے پناہ کی تلاش میں تھے۔ یاد رہے کہ آذربائیجان کے باشندوں کی اکثریت کا مسلک بھی وہی ہے جو ایران کا سرکاری مسلک ہے۔ اسی طرح 1994 میں آرمینیا کی جانب سے روس کی مدد سے آذربائیجان پر حملے اور اس کے ٪20 علاقے پر قبضہ کر کے ایک ملین آذری مسلمانوں کو مہاجر بننے پر مجبور کرنے کے باوجود جواب بھی ایسی ہی ناگفتہ بہ صورت حال سے دوچار ہیں ایران نے ان کی کوئی مدد نہیں کی، بلکہ ایران نے آذربائیجان کی قیمت پر آرمینیا سے تعلقات کو مضبوط کیا! ایران نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایسی تحریکوں کی مدد کی جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جیسے میشل عون (Michel Aoun) کی تحریک یا سیکیولر تحریکوں کی جیسے لبنان میں نبیہ بری کی تحریک وغیرہ جو امریکہ کے کندھے پر سوار ہو کر نکلی تھیں۔

3۔ خطے میں ایران کے تمام سیاسی اقدامات امریکی منصوبوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگ اور ان کے مطابق ہیں:

ا۔ ایران نے لبنان میں اپنے مسلک کے لوگوں کی ایک جماعت (حزب اللہ) قائم کی جس کو اس قدر مسلح کیا کہ وہ لبنانی سرکاری فوج سے الگ ایک اور فوج بن گئی، لبنانی حکومت نے بھی اس فوج اور اس کے اسلحے کا اعتراف کر لیا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ لبنان کی سیکیولر حکومت امریکی پالیسیوں کی پیروکار ہے۔ اس لبنانی حکومت نے اس جماعت (حزب اللہ) کے علاوہ کسی جماعت کو اسلحہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی نہ ہی کسی جماعت کے اسلحے کا اعتراف کیا۔ لبنان میں یہ ایرانی حزب شام میں امریکی ایجنٹ حکومت کا ایران کی طرح معاون بن گئی۔ امریکہ نے لبنان کی اس ایرانی حزب کو شام میں بشار کی سیکیولر حکومت کو سہارا دینے سے روکا بھی نہیں بلکہ امریکی موافقت سے ہی یہ حزب شام میں گھس آئی، لبنانی فوج نے بھی اس کا راستہ نہیں روکا۔

ب۔ جب امریکہ نے عراق پر قبضہ کیا تو اس کو ایسی مزاحمت کا سامنا ہوا جس کی اس کو توقع نہیں تھی، اس لیے امریکہ نے ایران کو عراق میں داخل کر دیا تا کہ وہ وہاں پر موجود اپنے مسلک کے لوگوں پر اثر انداز ہو کر ان کو امریکی قبضے کے خلاف مزاحمت سے باز رکھے بلکہ مزاحمت کے مقابلے میں ان کو کھڑا کرے تا کہ وہ مزاحمت کاروں کو چیلنج کریں اور قبضہ کرنے والوں اور ان کی طرف سے بنائی گئی حکومت کو سہارا دیں، خاص کر 2005 کے بعد جب امریکہ نے ایران نواز پارٹیوں کے اتحاد کو ابراہیم جعفری اور پھر نوری المالکی کی قیادت میں حکومت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ حکومتیں امریکہ کی بنائی ہوئی اور اسی کے اشاروں پر ناچ نے والی ہیں۔ مالکی کی یہ حکومت، جس کو ایران کی حمایت حاصل ہے، نے امریکہ کے ساتھ ایسے اسٹریٹیجک سیکیوریٹی معاہدے کیے کہ جن کی رو سے عراق سے رسمی طور پر نکلنے کے بعد بھی بالادستی امریکہ ہی کی ہو گی۔ یہ ایرانی کردار سے امریکی کی رضامندی کی دلیل ہے جس کے عہدے دار خود عراق پر قبضہ کرنے اور وہاں پر امریکی بالادستی کو دوام دینے میں امریکہ کی مدد کا برملا اعتراف کر چکے ہیں۔ امریکہ کی جانب سے عراق پر قبضہ کرنے کے فوراً بعد ایران نے عراق میں اپنا سفارت خانہ کھولا، جعفری کے منتخب ہوتے ہی اس وقت کا ایرانی وزیر خارجہ کمال خرازی نے 2005 میں بغداد کا دورہ کیا جو کہ امریکی قبضے کا عروج کا زمانہ تھا۔ دونوں نے قبضے کے خلاف مزاحمت کو دہشت گردی کا نام دے کر اس کی مذمت کی۔ جعفری کی جانب سے ایران کا دورہ اور کئی معاہدے جن میں سیکیوریٹی فورسز بھیجنے اور سرحدوں اور باڈر کراسنگز کی نگرانی کے لیے انٹیلی جنس کے شعبے میں تعاون کا معاہدہ، بصرہ کو ایرانی بجلی کے نیٹ ورک سے منسلک کرنا، بصرہ اور عبدان کے درمیان تیل کی پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ۔ ایرانی صدر احمدی نژاد نے 2008 کے شروع میں براہ راست قبضے کی تباہی کے سائے میں ہی عراق کا دورہ کیا۔ یہی احمدی نژاد امریکہ اور اسرائیل کے خلاف ڈھینگیں مارتا رہتا تھا، جو صرف زبانی جمع خرچ سے کبھی عمل کی شکل اختیار نہیں کر سکا۔ اس

عرصے میں امریکی قبضے کے سائے تلے عراق کے دورے کر کے یہی احمدی نژاد امریکہ کا سب سے مقرب صدر بن گیا تھا۔اسی طرح صدارت سے فارغ ہونے سے دو ہفتے پہلے عراق کا دورہ کر کے امریکی راج کے محافظ مالکی حکومت حمایت کا اعادہ کیا۔اسی احمدی نژاد نے 2010 میں امریکی قبضے کے زیر سایہ امریکی خادم کرزئی کی حمایت کے لیے افغانستان کا دورہ کیا۔

ج۔ یمن میں بھی یہی کیا حوثین کی جماعت بنا کر ان کو مسلح کر کے انگریز کے ایجنٹ علی عبد اللہ صالح کی حکومت کے خلاف کھڑا کیا، جنوبی یمن کے سیکیولر تحریک جو کہ یمن سے الگ ہونے کے داعی ہیں اور اور امریکی ایجنٹ بھی ہیں کی مدد کر رہا ہے تا کہ جنوبی یمن میں امریکہ کی آلہ کار ایک سیکیولر حکومت قائم کی جا سکے۔

د۔ شامی حکومت کے ساتھ ایران کا تعلق پرانا ہے۔ جب گزشتہ صدی کے اسی کی دہائی میں پہلی مرتبہ حکومت کے خلاف عوامی تحریک اٹھی تب سے ایران شامی حکومت کی جانب سے وہاں کے مسلمانوں کی نسل کشی کی حمایت کر رہا ہے۔یہ بھی امریکی منصوبے کے ضمن میں کر رہا ہے جو کہ آل اسد کی قیادت میں قائم حکومت کی پشت پناہی کرنا ہے۔ایران کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ یہ بعثی سیکیولر قوم پرست غیر اسلامی حکومت صدام کی اس حکومت کی طرح ہے جس سے یہ لڑتے رہے ،بلکہ یہ حکومت تو اسلام اور اہل اسلام پر حملہ آور ہے۔یہ بھی اس کو معلوم ہے کہ یہ حکومت امریکہ کی آلہ کار ہے،اس کے باوجو ایران نے کبھی مسلمانوں کے حقوق کا دفاع نہیں کیا، بلکہ اس کے بر عکس مسلمانوں کے خلاف ہی لڑتا رہا اور مجرمانہ طور پر اس کافر حکومت کی ہمیشہ مدد کرتا رہا اور اب بھی کر رہا ہے۔ایرانی حکومت کی شامی حکومت کے ساتھ بھرپور تعلقات ہیں،اس میں عسکری،اقتصادی اور سیاسی تعلقات شامل ہیں۔ایران نے اسد حکومت کی مدد کرنے کے لیے بے تحاشہ اسلحہ فراہم کیا، شام میں تیل اور گیس کے ضروری ذخیرے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو انتہائی سستے داموں تیل اور گیس فراہم کی۔جب اسد حکومت گرنے لگی تو ایران کی شامی انقلاب میں مداخلت اور ان کے سیاسی تعلقات بہت واضح طور پر نظر آنے لگے۔اگر ایران اپنے انقلابی گارڈ کے فورسز سے مداخلت نہ کرتا اور اس کی حزب اللہ اور زیر اثر نور المالکی کے ملیشیائیں نہ آتی تو بشار حکومت بہت پہلے گر چکی ہوتی۔القصیر اور حمص کے قتل عام اور اب الغوطہ پر کیمیائی حملہ ایرانی مداخلت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ھ ۔ افغانستان میں ایران نے امریکی قبضے اور اس دستور کی حمایت کی جس کو امریکہ نے کرزئی کی قیادت میں وضع کیا تھا۔جب امریکہ شمالی علاقوں میں طالبان کو شکست دینے میں ناکام ہو گیا تو ایران نے ہی ان علاقوں میں امریکہ کی مدد کی۔جمہوریہ ایران کے سابق صدر رفسنجانی نے اس کا ذکر بھی کیا،"اگر ہماری افواج طالبان کے خلاف جنگ میں امریکہ کی مدد نہ کرتیں تو امریکہ افغانی دلدل میں غرق ہو جاتا"(اخبار الشرق الاوسط 2002/02/09)۔اسی طرح ایران کے سابق صدر خاتمی کے قانون اور پارلیمانی امور کے لیے نائب محمد علی ابطحی نے خلیج اور مستقبل کے چیلنجز کے موضوع پر امارات کے شہر ابو ظہبی میں 2004/01/13 کو منعقد ہونے والی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:"اگر ایرانی تعاون نہ ہوتا تو کابل اور بغداد کا سقوط اتنی آسانی سے نہیں ہوتا لیکن اس کا ہمیں یہ بدلہ ملا کہ ہمیں شر (بدی) کا محور قرار دیا جا رہا ہے!"(اسلام آن لائن 2004/01/13)۔سابق صدر احمدی نژاد بھی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے نیویارک کے دورے کے دوران نیویارک ٹائمز سے 2008/09/26 کو بات چیت کرتے ہوئے یہ دہرایا اور کہا:"افغانستان کے حوالے سے ایران نے امریکہ کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھایا جس کا صلہ ہمیں یہ دیا جا رہا ہے کہ امریکی صدر ہم پر براہ راست عسکری حملے کی دھمکی دے رہا ہے،اسی طرح ہمارے ملک نے عراق میں امن وامان اور استحکام قائم کرنے میں امریکہ کی مدد کی"۔

4 ۔ رہی بات ایرانی ایٹمی پروگرام کی تو وہ بھی کئی سالوں سے اسی جگہ ہے باوجود اس کے کہ یہودی وجود یورپی اشیر باد سے ان چند سالوں کے دوران کئی بار حملے کی دھمکی دے چکا ہے مگر ہر بار امریکہ ہی اسرائیل کے آڑے آتا ہے اور اس کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہے۔آج تک امریکہ نے ہی اسرائیل کو روکا ہوا ہے۔۔۔۔2013/08/12 کو امریکی جائنٹ چیف آف سٹاف جنرل مارٹن ڈیمپسی نے اسی مقصد سے اسرائیل کا دورہ کیا۔اس موقعے پر کویتی نیوز ایجنسی کونا نے 2013/08/12 کو ہی اسرائیلی فوجی ریڈیو کے حوالے سے خبر دی کہ"ڈیمپسی کا دورہ امریکی فضائیہ کے سربراہ مارک ویلیٹیچ کی جانب سے چند دن پہلے اسرائیل کے اسی قسم کے خفیہ دورے کے بعد ہوا۔طرفین کو اس دورے کے دوران زیر بحث آنے والے کسی موضوع کے بارے میں بات کرنے سے منع کیا گیا۔ویلیٹیچ کے دورے کو امریکی مطالبے پر خفیہ رکھا گیا۔یہ اسرائیل کی جانب سے ایران پر حملے کی دھمکی کی وجہ سے خطے میں غیر یقینی صورت کی وجہ سے ہوا"۔کونا ایجنسی نے مزید کہا:"تجزیہ نگار یہ سمجھتے ہیں کہ امریکی فوج کا سربراہ اپنے میزبان کو مستقبل قریب میں ایران کے خلاف کسی ڈرامائی فیصلہ کرنے سے پہلے ایرانی صدر روحانی کے تقرر کے بعد سفارت کاری کا موقع دینے پر قائل کرنے کی کوشش کرے گا"۔امریکہ ہی نے 1981 میں صدام دور میں اسرائیل کو عراق کے ایٹمی تنصیبات، جو کہ بالکل ابتدائی مراحل میں

تھیں، پر حملہ کرنے اجازت دی لیکن یہی امریکہ اسرائیل کو ایران کے ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے سے باز رکھ رہاہے جو یورینیم کی افزودگی بھی کر رہا ہے جو کہ ٪20 افزودہ کیا جاچکاہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایران کے نظام کو بچانا خطے میں اس کے مفادات کے لیے ضروری ہے۔ وہ ایران کو ایک ایسی چڑیل کے طور پر باقی رکھنا چاہتاہے جس سے خلیج کی ریاستوں کو خوف زدہ کر کے ان پر اپنے اثر ورسوخ کو مستحکم کرتا ہے اور اس کو عالم اسلام پر اپنی بالادستی کو دوام دینے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

ذرا پیچھے مڑ کر دیکھنے سے ان ایٹمی مذاکرات کی حقیقت کا بھی علم ہوتا ہے جو 2003 سے شروع ہوئے جن میں امریکہ کا مطمع نظر ایٹمی تنصیبات کے خلاف کوئی عملی اقدام کے بغیر صرف پابندیاں لگانا ہے۔ اس طریقہ کار سے امریکہ نے یورپ کی کوششوں پر بھی پانی پھیر دیا اور اسرائیل کو بھی زچ کر کے رکھ دیا۔ ہر بار بات چیت کا اختتام امریکہ کی جانب سے کسی فوجی اقدام کے بغیر صرف چند اضافی پابندیاں لگانے کو مسئلے کے حل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ امریکہ نے اسرائیل کی تشویش کو کم کرنے کے لیے کئی بار مداخلت کی ،یوں امریکہ ایرانی نظام برقرار رکھنا چاہتاہے۔ امریکہ چاہتاہے کہ ایرنی ایٹمی پروگرام کا معاملہ اسی طرح چلتا رہے کہ وہ ایٹم بم بھی نہ بنا سکے اور یہ پروگرام مکمل طور پر ختم بھی نہ ہو، بلکہ جیسا کہ ہم نے کہا کہ امریکہ ایران کو ایک خطرناک چڑیل کے طور پر پیش کر کے خلیجی ریاستوں کو ڈراتاہے تاکہ ان پر امریکی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی رہے اور خلیج میں امریکہ کی عسکری موجودگی برقرار رہے۔ ساتھ ہی امریکہ نے ترکی اور وسطی یورپ میں ایرانی ایٹمی اسلحے کے خطرے اور اس سے حفاظت کے بہانے سے اپنا میزائل ڈیفنس شیلڈ بھی نصب کر رکھا ہے! اپنی وزارت دفاع کے بجٹ کو بڑھانے کے لیے بھی اس کو بہانے کے طور پر استعمال کرتی ہے۔

5۔ جہاں تک امریکہ اور ایران کے درمیان بظاہر نظر آنے والی دشمنی کی بات ہے تو اس کو یوں سمجھنا ممکن ہے:

ا۔ انقلاب سے پہلے اور بعد میں بھی رائے عامہ امریکہ کے سخت خلاف تھی۔ لوگ امریکہ کو اپنی بدحالی کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ شاہ اور اس کے مظالم کا پشت پناہ امریکہ کو سمجھتے تھے اور اسے شیطان اکبر کا خطاب دیا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی حکمران دوطرفہ مذاکرات کی بحالی اور سفارتی تعلقات کا اعادہ کرنے کا براہ راست اعلان نہ کر سکے، خاص طور پر پیرس میں خمینی کے ساتھ امریکی رابطے اور امریکہ کی جانب سے ایرانی فوج پر خمینی کے انقلاب میں روکاوٹ نہ بننے کے لیے دباؤ ڈالنے کے باوجود بھی۔۔۔۔۔ یہ سب کوئی راز کی بات نہیں تھی، لہذا امریکیوں کے ساتھ بیٹھنے کا جواز پیدا کرنے کے لیے کچھ گرما گرم صورت حال کو پیدا کرنا ایرانی حکومت کی ضرورت تھی۔ اسی مقصد کے لیے 1979/10/04 امریکی سفارت خانے میں یرغمالیوں کا واقع رونما ہوا جس کے نتیجے میں ایران اور امریکہ کے سفارتی تعلقات منقطع کیے گئے تاکہ خمینی کے موقف کو تقویت ملے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو منہ کی کھانی پڑے اور یوں دوطرفہ تعلقات کی حقیقت پر پردہ ڈالا جاسکے اور بعد میں خود امریکی ذرائع نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ یہ ایک سوچا سمجھا امریکی ڈراما تھا۔ حسن بنو صدر نے بھی الجزیرہ کو انٹرویو دیتے ہوئے مذکورہ ڈرامے کا ذکر کیا اور کہا کہ "یہ امریکیوں کے ساتھ اتفاق رائے سے رچایا گیا تھا اور یہ امریکیوں کا ہی منصوبہ تھا میں نے بھی خمینی کی جانب سے قائل کرنے پر اس کو قبول کیا"۔ طرفین نے 1981/01/20 کو ایک معاہدے پر دستخط کیا جو الجزائر ایگریمنٹ کے نام سے مشہور ہوا جس کی رو سے یرغمالیوں کو رہا کیا گیا۔ یہ اس دن ہوا جس دن امریکی صدر ریگن امریکہ کے صدر کی حیثیت سے اقتدار پر متمکن ہوا۔ اس معاہدے کے ذریعے امریکہ نے خمینی کی نئی حکومت کو ضمنی طور پر تسلیم کر لیا جس کی رو سے طرفین ایک دوسرے کا احترام کریں گے اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے اور دونوں ملکوں کے مفادات کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے کسی تیسرے فریق کو مقرر کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہی ایران کے ان 12 ارب ڈالرز کو واپس کیا جن کو اکاؤنٹس منجمد کر کے روکا گیا تھا۔۔۔

ب۔ ایرانی حکمرانوں نے ان تعلقات کو بحال کرنے کے لیے ماحول بنانے کے لیے کافی عرصے سے کام کیا تھا، اگرچہ دونوں کے درمیان خفیہ رابطے اور تعاون جاری تھا، جس کا انکشاف خود ایرانی عہدے داروں نے کیا ہے اور اب بھی اسی طریقہ کار پر گامزن ہیں۔۔۔ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کو اس طرح رکھنا دونوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ ایران یہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ امریکہ کا مخالف ہے اور اس کے استعماری منصوبوں میں اس کے شانہ بشانہ چلنے اور اس کے ساتھ سودے بازی کو چھپاتا رہتا ہے، حالانکہ یہ ان منصوبوں کو نافذ کرنے میں امریکہ کا دست وبازو ہے۔ امریکہ بھی یہ دکھاتا ہے کہ وہ ایران سے عداوت رکھتا ہے اور اس کے خلاف کام کرتا ہے یوں وہ یورپ اور یہود کو لگام ڈالتا ہے۔ وہ خطے میں اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لیے امریکہ اور مغرب میں ایرانی مخالف رائے عامہ کو دھوکہ دیتا ہے۔ جمہوریہ کے اعلان کے بعد اعلی مناصب پر فائز ہونے والے بعض حکمرانوں کو ایرانی عوام کی جانب سے امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا گیا جیسا کہ جمہوریہ کے سربراہ بنو صدر جس کو اس وقت امریکہ مخالف مضبوط لہر کی بنا پر برطرف کیا گیا۔ لیکن

جمہوریہ کے سربراہ رفسنجانی نے امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کا انکشاف کر دیا جیسا ایران گیٹ اور ایران کونٹرا لیکن اس کو برطرف نہیں کیا گیا کیونکہ اس وقت وہ امریکہ مخالف لہر موجود نہیں تھی۔ جمہوریہ کے کئی صدور کو کبھی اصلاح پسند اور کبھی اعتدال پسند کہہ کر سزادی گئی، کبھی ان کو قدامت پسند اور سخت گیر کہہ کر گوش مالی کی گئی لیکن اس کے باوجود ایرانی سیاست میں کوئی تبدیلی نہیں گئی بلکہ بدستور وہی شعلہ بیانی کا سلسلہ جاری ہے جس کے ساتھ کوئی عمل نہیں اور جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ ایران کے بارے میں امریکی موقف میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے کہ کبھی ریپبلیکنز سخت لفاظی کرکے اس کو برائی کے محور ممالک میں سرفہرست قرار دیں تو ڈیموکریٹس کی جانب سے نرمی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، لیکن امریکہ نے ابھی تک ایران کے خلاف کوئی سنجیدہ اور سخت اقدام نہیں کیے۔ نئے ایرانی صدر روحانی نے حکومت تشکیل دینے کے بعد کہا کہ: "اس کی حکومت خارجہ پالیسی میں دھمکیوں کو روکے گی اور کشیدگی کا خاتمہ کرے گی" (رائٹرز 2013/08/12)۔ اور اس نے " محمد جواد ظریف کو وزیر خارجہ مقرر کیا جو اقوام متحدہ میں سابق سفیر ہیں جس نے امریکہ میں تعلیم حاصل کی ہوئی ہے واشنگٹن اور تہران کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے خفیہ مذاکرات کا یہ ایک بنیادی رکن رہ چکا ہے" (رائٹرز 2013/08/12)۔ روحانی صدر منتخب ہونے کے بعد انتہائی وضاحت سے کہہ چکے ہیں کہ: "ہم ایران اور امریکہ کے درمیان مزید تناؤ اور کشیدگی دیکھنا نہیں چاہتے، حکمت ہمیں بتاتی ہے کہ دونوں ملکوں کو مستقبل کے بارے میں فکر کرنے، گزشتہ مسائل کو حل کرنے کے لیے مل بیٹھنے اور معاملات کو درست کرنے کی ضرورت ہے" (رائٹرز 17 /2013/06)، جس کا امریکی صدر اوباما نے یہ کہہ کر جواب دیا: "امریکہ ایرانی حکومت کے ساتھ سفارتی حل تک پہنچنے کے لیے براہ راست مذاکرات کے لیے تیار ہے، تاکہ ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے بین الاقوامی برادری کی تشویش کا ازالہ کیا جائے"۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایران امریکہ کے ساتھ خفیہ طریقے سے چلنے کے مرحلے کو ختم کر کے اعلانیہ اس کے ساتھ چلنا چاہتا ہے لیکن یہ ذرا مختلف شکل میں ہو کہ اس کو ایک علاقائی بااثر ملک کے طور پر دکھایا جائے اور خطے کے فیصلوں میں اس کو شامل کیا جائے۔

6۔ جو کچھ ہم نے اوپر کہا اس کی بنیاد پر ہم یہ خلاصہ نکالتے ہیں:

جس مسلک کو ایران نے سرکاری مسلک کے طور پر اختیار کر رکھا ہے اس کو بطور ایک پیغام (رسالت) یا ایک ایسی آئیڈیالوجی کے طور پر اختیار نہیں کیا جس کا وہ علمبردار ہو، کیونکہ اس نے ملک کے نظام کی تاسیس اس مسلک کی بنیاد پر نہیں کی ہے، نہ ہی انہوں نے اپنا دستور اس مسلک کی اساس پر وضع کیا ہے، نہ ہی اس کے دفعات اس سے ماخوذ ہیں، بلکہ نظام حکومت، خارجہ پالیسی، فوج، سیکیوریٹی سے متعلق بنیادی دفعات سب سرمایہ دارانہ نظام سے ماخوذ ہیں۔ یہ بالکل سعودی نظام حکومت کی طرح ہے جو ملک کے طول عرض میں پھیلے "حنبلی مسلک" کو حکومتی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جہاں تک ایران کی خارجہ پالیسی کا تعلق ہے وہ خطے میں امریکی مفادات کے گرد گھومتی ہے، گریٹ مشرق وسطی اور اسلامی ملکوں میں بھی یہی حال ہے۔ مثال کے طور پر تہران نے عراق اور افغانستان پر امریکی قبضے کو مستحکم کرنے میں گزشتہ کئی سالوں سے امریکہ کی بھرپور معاونت کی، لبنان میں اپنی جماعت (حزب اللہ) کے ذریعے وہاں سیاسی منظرنامے کو امریکہ کے حق میں کرنے میں کردار ادا کیا، حال ہی میں شام میں بشار الاسد کی مدد کر کے امریکی بالادستی کی حفاظت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا یا، یوں ایران افغانستان، شام، لبنان اور عراق میں امریکہ کے خادم کا کردار ادا کر رہا ہے۔ خطے سے باہر بھی امریکہ ایرانی رویے کو جواز بنا کر اپنے میزائیل ڈیفنس شیلڈ کو نصب کرنے، خلیج تعاون کونسل کے ممالک کو غیر متوازن امن معاہدے میں مربوط کرنے اور خلیجی ریاستوں کو ایران سے ڈرا کر اربوں ڈالر کا اسلحہ فروخت کرنے میں کامیاب ہو گیا!

ایران امریکہ کے ساتھ چل رہا ہے اور اس ساتھ چلنے کا مطلب اور اپنی حدود بھی جانتا ہے اور ان حدود سے تجاوز بھی نہیں کرتا لیکن گمراہ کرنے یا حقائق پر پردہ ڈالنے کے لیے کبھی کبھی شعلہ بیانی کا مظاہرہ بھی کرتا ہے جیسا کہ احمدی نژاد کے دور میں ہوا جس نے عراق، افغانستان اور شام میں امریکہ کی خوب خدمت کی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ ایران کی حکومت کو اپنے مفادات کا سب سے بڑے خادم کے طور پر دیکھتی ہے اور امریکی پالیسی ساز ادارے ایران میں نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جس کی وضاحت 12 دسمبر 2008 کو روبرٹ گیٹس نے بحرین میں بین الاقوامی امن کانفرنس کے موقع پر امریکہ اور ایران کے تعلقات پر بات کرتے ہوئے کی اور کہا: "کوئی بھی ایران میں نظام کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔۔۔ ہم جو چاہ رہے ہیں وہ صرف اتنا ہے کہ سیاست اور رویے میں اس طرح تبدیلی آنی چاہیے کہ ایران خطے کے ممالک کا اچھا ہمسایہ بن جائے نہ کہ عدم استحکام اور تشدد کا مصدر بن جائے"۔

14 شوال 1434ھ

2013/08/21م

شام کا نکما بشار الاسد بھی کیا عجوبہ ہے

ڈولتی ہوئی کرسی پر کچھ دیر اور بیٹھے رہنے کے بدلے میں اپنے دین، اپنے لوگوں، اپنے اسلحے اور متاع کو بیچ رہا ہے!

شام کے کیمیائی ہتھیاروں کو تباہ کرنے کی غرض سے ان ہتھیاروں کو بین الاقوامی نگرانی میں دینے کا مطالبہ ڈرامے کی قسطوں کی طرح منظر عام پر آرہا ہے۔ اس کی ابتدا 9 ستمبر 2013 کو جان کیری کی اپنے برطانوی ہم منصب کے ساتھ لندن میں پریس کانفرنس کے دوران اس بیان سے ہوئی کہ بشار کیمیائی ہتھیاروں کا ذخیرہ بین الاقوامی برادری کے حوالے کر کے عسکری حملے سے بچ سکتا ہے۔ اسی کے تھوڑی دیر کے بعد روس کے لاروف نے کہا کہ اس نے جان کیری کی تجویز سن لی ہے اور عنقریب روس شام کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد شام کے وزیر خارجہ ولید المعلم نے ماسکو میں صحافیوں کے سامنے کھڑے ہو کر شام کے سرکش کی حکومت کی طرف سے اس تجویز کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اور اس کے چند گھنٹے بعد 10 ستمبر 2013 کو فرانسیسی وزیر خارجہ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اس موضوع کے حوالے سے ایک منصوبہ سلامتی کونسل میں پیش کرے گا۔ ساتھ ہی برطانیہ سے لے کر جرمنی اور چین تک، کئی ممالک شام کے کیمیائی اسلحے کو تباہ کرنے کی حمایت کرنے لگے۔ حتی کہ ایران نے بھی اسے خوش آئند قرار دیا۔ یہ سب ان ممالک پر امریکہ کی بالادستی کو بے نقاب کرتا ہے!

اس تمام کے بعد سرکش بشار نے اس اسلحے کو تباہ کر کے راکھ کا ڈھیر بنانے کی حامی بھری، جس کی قیمت امت نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ادا کی تھی۔ رہی بات اس بہانے کی کہ جس کا ذکر شامی وزیر خارجہ معلم نے ماسکو میں کیا کہ شام اپنے لوگوں کا خون بہانے سے بچنے اور امریکی عسکری حملے کو روکنے کے لیے یہ تجویز قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ تو یہ سب جھوٹ ہے، کیونکہ اس کا آقا اور اس کے غنڈے تو پہلے ہی بے حساب خون بہا چکے ہیں، لوگوں کی عزتوں کو پامال کر چکے ہیں، ہزاروں کو گرفتار اور لاکھوں کو جلاوطن کر چکے ہیں، لوگوں پر ہوائی جہازوں اور میزائلوں کے ذریعے جلا کر راکھ کر دینے والے مواد کے ڈرم گرا چکے ہیں۔ اور اس تمام کے بعد وہ اُن کیمیائی ہتھیاروں کے ذریعے بھی شام کے لوگوں کو بے دریغ قتل کر چکے ہیں، کہ جن ہتھیاروں کی قیمت انہی لوگوں نے اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر اس لیے ادا کی تھا کہ دشمن سے ان کی حفاظت ہو سکے۔ لیکن یہ ہتھیار دشمن کے لیے تو امن اور سلامتی بنے رہے اور ان کے اپنے لیے ایسی آگ ثابت ہوئے کہ جس نے ان کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ اور یہ کہنا بھی محض جھوٹ ہے کہ عسکری حملے سے بچنے کے لیے ایسا کیا جارہا ہے کیونکہ ان ہتھیاروں کو ضائع کرنے کے بعد عسکری مداخلت تو زیادہ آسان ہو گی کیونکہ طاقتور پر حملہ نہیں کیا جاتا۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اگر امریکہ نے شام پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو اس کا پالتو بشار الاسد مخالفت کی جرات نہیں کر سکتا، بلکہ وہ امریکہ کی مرضی کے بغیر روتے ہوئے آواز کو بھی بلند نہیں کر سکتا! سرکش بشار کیمیائی اسلحے کے ذخائر کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نگرانی میں دینے کی حامی بھر کر شام کی سرزمین کی پامالی کی راہ ہموار کر رہا ہے، کیونکہ اس کے بعد ان ذخائر کے مقامات کے تعین کے لیے تفتیش کاروں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گا اور اس کے لیے امریکی اور مغربی افواج کی ضرورت پڑے گی، یوں سرکش بشار کی جانب سے کیمیائی ہتھیاروں کو حوالے کرنا امریکی مداخلت کو نہیں روکے گا۔

اے مسلمانو: حافظ الاسد اور بشار کا خاندان تقریباً نصف صدی سے امریکہ کی خدمت کر رہے ہیں، انہوں نے خطے میں امریکہ کے مفادات کی حفاظت کی اور یہودی ریاست کے سیکیورٹی گارڈ بنے رہے۔ اور جب لوگ اِس سرکش کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ہی سرکش بشار کو لوگوں کے قتل اور پکڑ دھکڑ کے وسائل مہیا کیے تاکہ وہ ان کو کچل سکے، لیکن بشار ایسا نہ کر سکا۔ تب بشار کے آقاؤں نے سوچا کہ اس کا متبادل اسی جیسا خائن ایجنٹ لایا جائے جس کے لیے انہوں نے شامی قومی اتحاد اور قومی کونسل تیار کی۔ پھر اندرونی طور پر لوگوں کے سامنے ان کی مارکیٹنگ میں سردھڑ کی بازی لگادی لیکن وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکے، کیونکہ لوگ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ "یہ (انقلاب) صرف اللہ کے لیے ہے، یہ (انقلاب) صرف اللہ کے لیے ہے"، "ہمارے ابدی قائد اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں" ان نعروں اور فلک شگاف تکبیروں نے ان کی نیندیں حرام کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے شام کے سرکش حکمران بشار اور اس کے کارندوں کو قتل اور پکڑ دھکڑ کے لیے مہلت پہ مہلت دی۔ جبکہ شام سے باہر ان طاقتوں کے پالے ہوؤں نے لوگوں کو جمہوریت اور سول عوامی حکومت کے لیے قائل کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کی، لیکن نامراد ہو کر الٹے پاؤں لوٹ گئے۔

اس کے بعد امریکہ عسکری کاروائی کرنے کے لیے طبل بجانے لگا، جس کا مقصد جنیوا 2 مذاکرات میں متبادل ایجنٹ حکومت کے لیے راہ ہموار کرنا تھا۔ لیکن امریکہ عسکری کاروائی کے لیے مہلت پہ

مہلت دیتا رہتا کہ اس بات کا اطمینان کیا جاسکے کہ حملے کے نتیجے میں سب کو عسکری دباؤ کے زیر سایہ جنیوا جانے کے لیے مجبور کیا جائے۔ اسی لیے اوباما کبھی بندوق ہاتھ میں اٹھاتا ہے اور کبھی اس کو زمین پر پھینکتا نظر آرہا ہے۔ کبھی کہتا کہ میں نے فیصلہ کر لیا، کبھی کہتا کہ مجھے کانگریس کا انتظار ہے۔ اس دوران وہ اس حملے کے ممکنہ نتائج کا بھی جائزہ لیتا رہا کہ کیا یہ حملہ جنیوا مذاکرات اور متبادل ایجنٹ مسلط کرنے پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں، اور اگر نہیں کر سکتا تو کیا اس کو نافذ کرنے کے لیے مزید مہلت دی جائے؟

لیکن شام کی سرزمین پر مسلمانوں کی تکبیروں نے سرکش بشار کے ساتھ مذاکرات کے لیے جنیوا جانے کے امکان کو ختم کر دیا، کیونکہ جو بھی سرکش یا اس کے ہر کاروں کے ساتھ بیٹھے گا وہ بدنام زمانہ غدار ابورغال کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دیکھ لیا کہ اس حملے کے نتیجے میں جنیوا مذاکرات تک پہنچنا مشکوک ہے، لہٰذا مزید وقت اور مزید دباؤ کی ضرورت ہے۔ امریکی مشکل وقت میں مہلت سے کام لینے کے عادی ہیں، چنانچہ وہ یہاں بھی اسی پر مجبور ہیں، کانگریس اور پارلیمنٹ میں بحث کو طول دے رہے ہیں اور ووٹنگ کو اس انتظار میں موخر کر رہے ہیں کہ لوگ قتل و غارت، پکڑ دھکڑ اور عسکری مداخلت کے خوف سے سرکش کے ساتھ مذاکرات کے لیے جنیوا جانے پر راضی ہو جائیں۔ کیونکہ حملہ بذات خود مقصود نہیں، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد جنیوا مذاکرات میں متبادل ایجنٹ کی حکومت کو مسلط کیا جاسکے۔ کیونکہ ان کو ڈر ہے کہ امریکہ کی جانب سے اپنے ایجنٹ تیار کرنے سے قبل شام میں وہ مخلص مسلمان اقتدار حاصل کر لیں گے، جو کفار کے آلہ کار اور مددگار بننے کے لیے تیار نہیں، اور جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو خطے سے مار بھگانے کی کوشش کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی لے پالک یہودی ریاست کی سلامتی کو خطرات لاحق ہو جائیں گے، بلکہ اس کے وجود کو ہی صفحہ ہستی سے مٹانا ان مخلص مسلمانوں کا ہدف ہو گا۔ اس وجہ سے ان کفار کے شیطانی ذہن نے یہ منصوبہ بنایا کہ اس طاقت و راسلحے کو ہی تباہ کر دیا جائے جو یہودی وجود کی سلامتی کو متاثر کر سکتا ہے، خاص طور پر جب ان کو معلوم ہے کہ ان کا پالتو بشار ان کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا، بلکہ ان کے کسی اشارے کو بھی رد نہیں کر سکتا۔ اسی لیے یہ ڈرامہ قسط در قسط منظر عام پر آرہا ہے جس کا پروڈیوسر امریکہ، اور "کامیڈین" روس ہے جبکہ "قربانی کا بکرا" امت کا خائن شام کا سرکش بشار ہے۔

اے مسلمانو! کانٹوں کی سیج جواں مردوں کے لیے ہی ہوتی ہے، کیا ان مصائب سے بڑھ کر بھی کوئی مصیبت ہو سکتی ہے کہ جنہیں تم برداشت کر چکے ہو؟! تم تو اُس امت سے تعلق رکھتے ہو جو غفلت میں نہیں پڑی رہتی، وہ امت جس نے صلیبیوں کو شکست سے دوچار کیا اور تاتاریوں کا صفایا کیا۔ یہ اس وقت ہوا کہ جب دشمنوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ یہ ختم ہو چکی ہے، لیکن یہ امت اپنے سرچشمے کی طرف لوٹ آئی، اپنے دین اور اپنی خلافت کی طرف اور اس کے بعد پھر دنیا کی قیادت سنبھال لی، تب دشمن کو یہ پتہ چل گیا کہ اس کا گمان محض ایک پراگندہ خواب تھا۔ اس لیے آج بھی تم اپنی قوت کے اسباب کی طرف لوٹ آؤ، اپنے دین اور اپنی خلافت کی طرف۔ کمر کس لو! اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو، جان لو کہ مصیبت آتی ہے تو اکیلے سرکش ظالموں پر نہیں آتی بلکہ ظلم پر خاموش رہنے والے بھی اس کی زد میں آتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے ﴿**وَاتَّقُوا فتنَةً لَاتُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**﴾ "**اس مصیبت سے ڈرو جو تم میں سے صرف ظالموں کو ہی اپنے لپیٹ میں نہیں لے گی، اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے**"۔ اور امام احمد نے اپنے مسند میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ: ہمارے مولی (آزاد کردہ غلام) نے روایت کیا کہ اس نے میرے دادا سے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: (**ان الله لا يعذب العامة بعمل الخاصة، حَتَّى يرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ فَلَا يُنْكِرُوهُ فاذا فعلوا ذلک عذب الله الخاصة والعامة**) "**بے شک اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کی وجہ سے عوام کو عذاب نہیں دیتا، یہاں تک کہ وہ اپنے سامنے منکر کو ہوتا دیکھیں، اور وہ اس کا انکار کرنے پر قادر بھی ہوں لیکن انکار نہ کریں، جب وہ ایسا کریں تو اللہ عوام و خواص دونوں کو عذاب دیتا ہے**"۔ اسے ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

اے مسلمانو! یہ یقیناً ایک المیہ ہے کہ ہمارے اسلحے کو طاغوتی حکمرانوں کی رضامندی سے تباہ کیا جارہا ہے۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ امت زمین میں فساد برپا کرنے والے اور ہر سیاہ و سفید کو تباہ کرنے والے ان طاغوتی حکمرانوں کو ہٹانے کے لیے اپنی افواج پر دباؤ نہیں ڈالتی۔ یہ بھی انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنا خون بہتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور اسے روکتے نہیں، اپنے اسلحے کو تباہ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کی حفاظت نہیں کرتے، اپنی دولت کو لٹتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن اس کی طرف بڑھنے والے ہاتھ کو کاٹتے نہیں، ہم اپنے علاقوں کو گھٹتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن اس کو روکتے نہیں، عزتوں کو پامال ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور ہماری رگوں میں موجود خون نہیں کھولتا۔

اپنے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اپنی امت کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اپنی خلافت کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اپنے اسلحے کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

باقی صفحہ 28 پر

بین الاقوامی مہم برائے مصر اور شام

حزب التحریر نے مصر اور شام کے مسلمانوں کی حمائت میں ایک بین الاقوامی مہم شروع کی ہے جو اسلام کو اقتدار اور ایک ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مہم جمہوریت کے خاتمے اور خلافت کے قیام کی پُرزور پکار پر مبنی ہے۔

بنگلادیش



استنبول- ترکی



انڈونیشیا



انقرہ- ترکی



اردن



اسلام آباد -پاکستان



کراچی - پاکستان



بقیہ صفحہ 19 سے

شور نہیں مچایا تھا جب بھیڑیا کالی بھیڑ کا کھانے آیا تھا۔ لیکن کیا یہ مثال دے کر صرف انہی لوگوں کے حق رائے کا دفاع کیا جاتا ہے جو اسلام کے افکار کو آلودہ کرتے ہیں اور غلیظ کفریہ افکار کی ترویج کرتے ہیں؟ ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے کلمے کو بلند کرتے ہیں۔ کیا ان کی تعریف کی جانی چاہیے یا انھیں اغوا کر کے ان کی آواز کو خاموش کر دینا چاہیے؟ اگر ہم خوف کی وجہ سے خاموش ہیں تو کیا ہم کم از کم ان لوگوں کے لیے آواز بلند نہیں کر سکتے جو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتے؟ یہ ہم پر منحصر ہے کہ جہاں جہاں ہم اس مسئلہ کو اٹھا سکتے ہیں ہم ہر جگہ نوید بٹ کے اغوا کے جرم کو اجاگر کریں اور اس کی رہائی کا مطالبہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا کہ : **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ** " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے میرے ولی (دوست) کو نقصان پہنچایا تو میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دوں گا۔۔۔" (بخاری)۔

لہذا محترم صحافی حضرات، اب جبکہ نوید بٹ کو قید اور خاموش کر دیا گیا ہے تو یہ جانتے ہوئے کہ ہماری آواز لاکھوں لوگ سنتے ہیں ہمیں اس کی آواز بن جانا چاہیے اور اس کی رہائی کا انتہائی شدت کے ساتھ مطالبہ کرنا چاہیے۔

نوٹ: حزب التحریر ولایہ پاکستان نے نوید بٹ کی رہائی کی مہم کے سلسلے میں تین کتابیں جاری کی ہیں۔

1۔ "جمہوریت مسائل کی جڑ ہے، خلافت حل"۔ یہ کتاب نوید بٹ نے اپنے اغوا سے قبل لکھی تھی جس میں انھوں نے اسلام اور خلافت سے جمہوریت کے تضاد کو واضح کیا ہے۔ اس کتاب کو مندرجہ ذیل ویب لنک سے حاصل کیا جا سکتا ہے:

http://pk.tl/1cGN

2۔ "کلمہ حق" وہ کتاب ہے جو ان کے اغوا کے بعد جاری کی گئی۔ یہ کتاب مشرف کے وقت سے نوید بٹ کی ملک میں امریکی راج کے خلاف جدوجہد پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب کو مندرجہ ذیل ویب لنک سے حاصل کیا جا سکتا ہے:

اردو کتاب: http://pk.tl/1cGR

انگریزی کتاب: http://pk.tl/1cGQ

3۔ "نوید بٹ کو رہا کرو" کتاب ان کی رہائی کے حوالے سے ہونے والی بین الاقوامی مہم کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب کو مندرجہ ذیل ویب لنک سے حاصل کیا جا سکتا ہے:

اردو کتاب: http://pk.tl/1cGP،

انگریزی کتاب: http://pk.tl/1cGO

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

بقیہ صفحہ 26 سے

ان سب کو دانتوں سے پکڑو۔ خلیفہ جو کہ ڈھال ہوتا ہے، کی قیادت میں اپنے دین کی مدد اور اپنے دشمن کو شکست دینے کے لیے تیار ہو جاؤ، اسی کی قیادت میں لڑو، تم اسی کے ذریعے محفوظ ہو گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی شان و شوکت کو بحال کرو گے اور دنیا و آخرت کی کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو دشمن نہ صرف تمہارے اسلحے کو تمہارے ہی ہاتھوں تباہ کرے گا بلکہ تم اس کو اپنے گھروں میں گھسنے کی دعوت خود دو گے۔ اور اس وقت تمہاری نجات کا کوئی ذریعہ نہیں ہو گا!

﴿**إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ**﴾ "بے شک اس میں اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہے یا سنتا ہے اور وہ گواہی دیتا ہے"

4 ذی القعدہ 1434ھ حزب التحریر

2013/09/10م

سوال کا جواب: مصر میں جاری واقعات

سوال: مصر میں جاری واقعات کو دیکھ کر میں پریشان ہو گیا ہوں اور معاملات میرے سامنے غیر واضح ہیں:

1۔ یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ مصر میں عملی بالادستی امریکہ کو حاصل ہے، پھر سعودی عرب، امارات اور کویت کیوں مصر کی نئی حکومت کی مالی مدد کر رہے ہیں جبکہ یہ ممالک برطانیہ کے زیر اثر ہیں؟

2۔ امارات نے مالی میں بھی فرانس کی حمایت کی اور مالی کو بھی معاشی امداد دی، حالانکہ مالی میں بالادستی برطانیہ کو حاصل نہیں؟

3۔ اسی طرح ہم نے امارات کے ٹی وی چینل العربیہ اور قطر کے ٹی وی چینل الجزیرہ کے موقف میں تضاد کا مشاہدہ کیا باوجود اس کے کہ قطر اور امارات دونوں انگریز ہی کے ایجنٹ ہیں، کیا یہ کہنا مناسب ہے کہ قطر میں حالیہ تبدیلی نے یہاں برطانوی پالیسی کو متاثر کیا؟

4۔ پھر ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ شامی اتحاد میں موجود سعودی نواز مثال کے طور پر الجربا کا قطر نواز افراد کے مقابلے میں فعال کردار ہے، کیا شام میں رونما ہونے والے واقعات میں قطر نواز افراد کمزور ہو گئے اور سعودی نواز مضبوط ہو گئے؟

5۔ آخر میں کیا امریکہ نے مرسی کی پشت پناہی سے ہاتھ کھینچ کر نام نہاد "اعتدال پسند" اسلام کو اقتدار تک پہنچانے کے لیے راہ ہموار کرنے کے نظریئے سے دستبردار ہو گیا ہے؟ مجھے امید ہے کہ اس سوال کی طوالت پر آپ تحمل کا مظاہرہ کریں گے اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس کی طوالت اور کثرت پر میں پہلے ہی معذرت خواہ ہوں، لیکن ہمیں اپنے امیر کی وسعت علمی کے ساتھ ان کے فراخ دلی کا بھی ادراک ہے، ممکن ہے کہ ان کے جواب سے ہماری تشنگی دور ہو اور ہمارے دل ٹھنڈے ہوں۔

جواب: میرے بھائی یہ سوال نہیں بلکہ سوالات کی ایک "گھڑی" ہے!! بہر حال مختصر جواب پیش خدمت ہے جو انشاء اللہ آپ کو پریشان نہیں کرے گا:

برطانوی پالیسی کے کچھ خطوط (ھیڈ لائینز) ہیں جن کو جان کر جو کچھ ہو رہا ہے آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں:

1۔ موجودہ وقت میں برطانیہ اعلانیہ طور پر امریکہ کے مد مقابل آنے کی جرات نہیں کر سکتا، بلکہ ایسا ظاہر کر رہا ہے کہ وہ بھی امریکہ ہی کے صف میں ہے، لیکن پس پردہ اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے ایسا لائحہ عمل مرتب کر کے جو بظاہر کچھ اور نظر آتا ہے امریکی پالیسیوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔۔

2۔ برطانیہ اپنے ایجنٹوں کو اکثر ایسا کردار دیتا ہے جس سے بظاہر ایسا نظر آئے کہ وہ بھی اسی سمت جا رہے ہیں جس طرف امریکہ گامزن ہے تاکہ اس کے ساتھ کوئی تصادم نہ ہو، چنانچہ سیاسی بیداری سے محروم شخص کے لیے اردن کا امریکہ کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ وہ بھی امریکہ ہی کے صف میں ہے، حالانکہ اردن برطانوی سیاست کا بنیادی رکن ہے۔ یہی حال امارات اور دوسرے ایجنٹوں کا ہے۔۔۔۔۔۔ مگر برطانیہ اپنے بعض ایجنٹوں کو بعض دفعہ امریکہ کے سامنے ڈٹ جانے کی اجازت دیتا ہے، یہ دوسرے ایجنٹوں سے مختلف کردار ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ یعنی اس کے مختلف ایجنٹوں کا مختلف کردار ہوتا ہے: ان میں سے اکثر بظاہر امریکہ کے سامنے مسکراتے ہیں اور پیار کا اظہار کرتے ہیں اور پس پردہ اپنے آقا برطانیہ کے طرز پر اس کو تنگ کرتے رہتے ہیں، ان میں سے بہت کم کا کردار واضح طور پر امریکہ کو تشویش میں مبتلا کرتا ہے۔۔۔۔۔

3۔ برطانیہ امریکہ کی پالیسیوں کا سامنا کرنے کے لیے فرانس کا سہارا لیتا ہے جو کہ یورپی خصوصاً برطانیہ اور فرانس کی پالیسی کے ضمن میں ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ برطانیہ انتہائی خباثت سے نرم ونازک انداز سے امریکہ کو دھوکہ دیتا ہے جبکہ فرانس چلاتا اور چنگاڑتا ہے۔۔۔۔۔ اکثر وبیشتر برطانیہ فرانس کے پشت پر اپنی پالیسی کو عملی جامہ پہناتا ہے! مشہور مثل ہے کہ "برطانیہ آخری فرانسیسی سپاہی تک لڑے گا" اگرچہ یہ پرانے زمانے کی بات ہے لیکن اس کا اثر اب بھی کسی حد تک ہے۔

4۔ سعودیہ میں حکومت کے سربراہ اگرچہ عبداللہ ہے جو کہ برطانیہ کا پیروکار ہے لیکن بعض شہزادوں پر امریکہ کا اثر ہے اسی اثر کی وجہ سے اس کی پالیسوں کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

اس کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات کی وضاحت ممکن ہے:

ا۔ جہاں تک قطر کا تعلق ہے اس کے سابق امیر نے وزیر خارجہ سے مل کر قطر کو خلیج میں برطانیہ کی توجہ کا مرکز بنانے میں کامیاب ہو گیا، یہی سے اس نے مختلف ملکوں میں دو موثر وسیلوں سے مداخلت شروع کر دی: میڈیا "الجزیرہ" اور مال "پٹرول" سے۔۔۔۔۔ یوں اس کی سرگرمیاں شام اور فلسطین حتی کہ مصر وغیرہ میں امریکی پالیسی کو خراب کرنے میں موثر ثابت ہوئیں۔۔۔ امریکہ کا پریشان ہونا برطانیہ سے پوشیدہ نہیں تھا، چونکہ برطانیہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ امریکہ کو تنگ نہیں کر رہا اسی لیے اس نے امیر کو تبدیل کرنے کی حامی بھر لی، لیکن اس کا متبادل کسی اور کو نہیں اس کے بیٹے کو لایا گیا، یعنی برطانوی پالیسی

تبدیل نہیں ہوئی، لیکن اس بیٹے کو امریکہ کو تنگ کرنے میں اپنے والد کی طرح موثر ثابت ہونے کے لیے وقت درکار ہے،اس تبدیلی کے ذریعے برطانیہ نے امریکہ کی پریشانی کو کم کر دیا۔۔۔۔یعنی جو کچھ ہوا یہ امریکہ کو راضی کرنے کا برطانوی اسلوب تھا جو کہ صرف ظاہری ہے جس میں امریکہ کو کچھ حاصل بھی نہیں ہوا!

ب۔اس تبدیلی کے ساتھ قطر کا کردار تھوڑا پوشیدہ ہو گیا کیونکہ نئی حکومت کے کارندے سیاسی داؤ پیچ میں پرانی حکومت کے کارندوں سے کم تجربہ کار ہیں،تاہم قطر بدستور برطانوی سیاست کے زیر اثر ہے اس لیے خفیہ اور خبیث انداز سے کام کرتا ہے،اس کا اعلانیہ کردار گزشتہ دور سے کم فعال ہے،یہی وجہ ہے کہ شام میں بھی اس کے کارندوں کی چستی پرانوں کے مقابلے میں کم ہے۔

ج۔جہاں تک سعودی نوازوں کا تعلق ہے تو وہ زیادہ فعال ہیں اور امریکہ اور برطانیہ سے زیادہ مقبول ہیں کیونکہ سعودی بادشاہ کی وفاداری برطانیہ کے لیے ہے اور امریکہ بھی شاہی خاندان میں بعض شہزادوں کو استعمال کرتے ہوئے جانفشانی سے تگ ودو کر رہا ہے۔

رہی بات الجربا کی تو اگرچہ یہ سعودیہ کا مقرب ہے لیکن یہ امریکی پالیسی کا حصہ ہے، سعودیہ چاہے اس کی کتنی ہی حمایت کرے یہ امریکہ کی اطاعت سے منہ نہیں موڑ سکتا،یہ اتحاد مکمل طور پر امریکہ کا بنایا ہوا ہے،اس لیے یہ اسی شخص کی سربراہی میں ہی آگے بڑے گا جو امریکہ کی کٹ پتلی ہو۔

د۔جہاں تک مالی اور امارات کی معاشی امداد کا تعلق ہے۔۔۔۔آپ کو معلوم ہے کہ امریکہ ہی مالی میں رونما ہونے والی پہلی تبدیلی کا پشت بان تھا جو 2012/03/22 کو واقع ہوئی،یہ فرانس کے لیے کاری ضرب تھی،اسی لیے فرانس نے انتہائی جانفشانی اور محنت سے اپنے اثر ورسوخ کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔برطانیہ کو اس بات کا ادراک ہے کہ مالی میں اس کا کوئی اثر ورسوخ نہیں بلکہ یہاں فرانس کو بالادستی حاصل ہے اور امریکہ مزاحمت کر رہا ہے۔رسہ کشی امریکہ اور فرانس کے درمیان ہو تو برطانیہ فطری طور پر فرانس کا معاون ہوتا ہے۔امارات کی جانب سے مالی کی معاشی مدد بھی برطانیہ کی جانب سے فرانس کی مدد کے تناظر میں ہے۔

ہ۔رہی بات مصر میں جو کچھ ہوا اس حوالے سے امارات کے وفد اور اردن کے بادشاہ کی جانب سے مصر کا دورہ کرنے کی شکل میں برطانوی موقف کی تفسیر کی اور برطانوی ایجنٹوں کی جانب سے مصر کی مالی امداد کی تو یہ بھی مذکورہ بالا خطوط (ہیڈلائنز)سے باہر نہیں۔۔۔۔جہاں تک امارات اور قطر کے کردار کے تضاد سے پیدا ہونے والے التباس کا تعلق ہے تو یہ برطانوی پالیسی کے مطابق کرداروں کی تقسیم ہے،مصر کے واقعات کے نتائج کے انتظار میں ایک قریب ہوتا ہے تو دوسرا دور جاتا ہے۔۔۔۔امارات کی جانب سے مبارک حکومت کے عناصر کی میزبانی بھی ان خطوط سے ہٹ کر نہیں۔مبارک کے آدمیوں کے دوبارہ برسر اقتدار آنے کی توقع بھی امارات کے ذریعے برطانوی پالیسی کا ایک راستہ ہو گا اگرچہ یہ راستہ تنگ ہو گا لیکن یہ بھی اچھا جواب دینے کے ضمن میں ہو گا!

و۔رہی یہ بات کہ کیا امریکہ کی جانب سے مرسی کے سر سے دست شفقت ہٹانے کا مطلب نام نہاد "اعتدال پسندوں" کو اقتدار تک پہنچانے کے لیے راہ ہموار کرنے سے دستبرداری ہے۔تو بات دستبردار ہونے یا نہ ہونے کی نہیں بلکہ مسئلہ مصر میں امریکی اثر ورسوخ کو برقرار رکھنے کا ہے،کیونکہ امریکہ کا اثر ورسوخ مصر کے غالب سیاسی طبقے میں گزشتہ کئی دہائیوں سے راسخ ہے۔امریکہ چاہتا ہے کہ مصر میں امریکی بالادستی مستحکم رہے۔وہ یہاں استحکام مصر کے باشندوں کی خاطر نہیں چاہتا،بلکہ امریکہ کو اپنی بالادستی اور منصوبوں کے لیے ایک محفوظ اور مستحکم پلیٹ فارم چاہیے۔۔۔۔جس وقت 2011/01/25 کی عوامی تحریک نے امریکہ کو پریشان کر دیا اور مبارک اس تحریک کو دبانے اور مصر کو دوبارہ امریکی مفادات کے حصول کے لیے ایک مستحکم ماحول مہیا کرنے میں ناکام ہو گیا تو امریکہ نے اس کو ایک طرف کر دیا اور عوامی تحریک کی موجوں پر سوار ہو گیا۔اس کے بعد مرسی کو اس وقت لایا جب اس نے امریکی منصوبوں کو نافذ کرنے کی ضمانت دی خاص کر یہودی وجود کے ساتھ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی تب امریکہ نے اس کی حمایت کر دی۔۔۔،اس سے یہ توقع بھی کی کہ استحکام کو حاصل کرے گا کیونکہ اس کی جماعت الاخوان ہی نیشنل پارٹی کو کالعدم قرار دینے کے بعد سب سے بڑی اور منظم پارٹی ہے۔امریکہ یہ توقع کرتا تھا کہ یہ حالات کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جیسا کہ نیشنل پارٹی نے معزول صدر کے ساتھ کیا تھا۔۔۔لیکن مرسی ایسا نہ کر سکا تو اس سے بھی دستبردار ہو گیا۔۔۔۔اور 2013/07/03 کو نئی حکومت کا حمایتی اور پشت بان بن گیا۔۔۔۔

اس بنا پر امریکہ کا مصر میں "اعتدال پسند اسلام "والوں سے دستبردار ہونا حالیہ سالوں میں "اعتدال پسند اسلام" والوں کو اقتدار تک پہنچانے کے لیے راہ ہموار کرنے کی پالیسی سے باہر ہے،امریکہ نے اس پالیسی کو ایک تیر سے دو شکار والی کہاوت کی طرح استعمال کیا:

پہلا:ان عام مسلمانوں کو دھوکہ دینا جو اسلام کی حکمران چاہتے ہیں۔۔۔اگرچہ "اعتدال پسند اسلام" والے اعلانیہ طور پر جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور اسی کو قائم دائم رکھنے کا حلف اٹھاتے ہیں!لیکن ان کا نام کے لحاظ سے بھی "اسلامی" ہونا مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکاتا ہے اور وہ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ان اسلام پسندوں کے اقتدار تک

باقی صفحہ 32 پر

سوال کا جواب : سورۃ محمد کب نازل ہوئی

سوال: السلام علیکم،

شیخ النبہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : سورۃ محمد کی چوتھی آیت معرکہ بدر سے پہلے نازل ہوئی .اس کی دلیل کیاہے ؟ جبکہ جمہور کا قول یہ ہے کہ مذکورہ آیت معرکہ بدر کے بعد نازل ہوئی. اگر آپ اس کی وضاحت فرمائیں تومجھے خوشی ہوگی۔

دوسرا سوال یہ کہ اگرشادی شدہ کنیز (لونڈی) سے زناکا جرم صادر ہوجائے تو کیا اس کی حد بھی رجم ہوگی۔؟

جواب: وعلیکم السلام،ورحمۃاللہ وبرکاتہ۔

مجھے آپ کاسوال ترکی زبان میں موصول ہوا،اب عربی میں ترجمہ کیے جانے کے بعد اس کاجواب دے رہاہوں ،جواب کاترکی میں بھی ترجمہ کیاجاچکاہے،جواب کچھ یوں ہے۔

پہلا: جس آیت کے بارے میں آپ نے پوچھاہے ،وہ سورہ محمد ﷺ میں ہے۔ **((فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُم فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنهُم وَلَكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ)**۔ **"توجب کافروں سے تمھاری مڈبھیڑ ہو توگردنوں پر وارمارو۔جب ان کواچھی طرح کچل ڈالو**



تواب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو۔پھر (اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑدو یا فدیہ لے کر، تاوقتیکہ لڑائی اپنے انجام کو نہ پہنچ جائے۔ یہی حکم ہےاور اگراللہ چاہتاتو(خود)ہی ان سے بدلہ لے لیتالیکن(اس کی منشایہ ہے)کہ تم میں سےایک کاامتحان دوسرے کے ذریعے سے لے،جواللہ کی راہ میں شہید کردیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا"(محمد:4)

سورۃ محمد ﷺ معرکہ بدر سے قبل نازل ہوئی،اس کی دلیل یہ ہے:

1۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن قیدیوں کے بارے میں فیصلہ کیا،اس کامطلب یہ ہے کہ قیدیوں کے بارے میں حکم کانزول پہلے ہوچکاتھا کیونکہ آپ ﷺ وحی کے بغیر کوئی حکم نہیں دیتے تھے۔

2۔ قرآن کریم میں قیدیوں کاحکم صرف سورۃ محمد ﷺ میں موجود ہے،یعنی **((فَإِمَّا مَنّاً بَعدُ وَإِمَّا فِدَاءً))** اس کامطلب ہےکہ یہ آیت بدر کے اس معرکہ سے پہلے نازل ہوئی تھی جس میں قیدی پکڑے گئے تھے۔

3۔یہ جوآیت **((فإذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب حتى إذا أثخنتموهم فشدوا الوثاق فإما مناً بعد وإما فداءً))** ہے،اس کے شروع میں **"فَإِذَا"** لایا گیاہے ،پھر اس کے متصل بعد ماضی کافعل **"لَقِيتُم"** لایا گیاہے،اس کامعنی یہ بنتاہے کہ جب تمہاراآمناسامناہوجائے،گویاابھی ہوانہیں ہے ،تواس کامطلب یہ ہے کہ حکم کانزول قتال ہوجانے سے پہلے ہوا۔چنانچہ آیت یہ بتاتی ہے کہ قتال ہوجانے پرقیدیوں کاحکم کیاہے، جبکہ واقعہ بدر کے علاوہ کسی اور موقع پرایساکوئی قتال نہیں ہواہے جس میں قیدی ہاتھ آئے ہوں اور پھران کاحکم بتانے کی ضرورت پڑی ہو۔(جس کی بنیادپریہ ثابت کیاجاسکے کہ یہ آیت بدر کے بعد نازل ہوئی)

4۔ اسی طرح اللہ تعالی کا یہ قول **((حتّٰى اذااثخنتموهم فشدواالوثاق))** اس وقت کے متعلق حکم کوبیان کرتاہے ، جب معرکے میں قیدی ہاتھ آجائیں،اوریہ حکم اچھی طرح خونریزی کے بعد کیلئے ہے،(جیساکہ آیت سے معلوم ہوتاہے)۔اس سے بھی معلوم ہواکہ یہ آیت بدر سے پہلے نازل ہوئی کیونکہ یہ خونریزی کاموضوع سب سے پہلے بدر میں پیش آیا۔لہٰذااس بات کابیان کہ قیدی بناناخونریزی کے بعد ہوگا،اس کے ذریعے ایک نئے حکم کوبیان کیاگیاہے جس کابیان تاحال نہیں ہواتھا۔

5-اس بناپرآیت کامنطوق اس بات پردلالت کرتاہے کہ یہ قتال پیش آنے سے قبل نازل ہوئی،اور قتال وخونریزی پیش آنے سے پہلے قیدیوں کاحکم بیان کرتی نازل ہوئی **((فاذالقيتم))** اور **((حتّٰى اذااثخنتموهم))** کومدنظر رکھتے ہوئے۔ایسی روایات بھی ہیں کہ سورۃ محمد ﷺ بدر کے بعد نازل ہوئی لیکن جب آیت اورحدیث کوجمع کرناممکن نہ ہوتو ایسی صورت توآیت کوحدیث پرترجیح دی جائے گی،ورنہ جمع اولیٰ

ہوگی۔ چونکہ یہاں جمع کرنا ممکن ہے ،کیونکہ روایات یہ کہتی ہیں کہ قیدیوں کا حکم بدر کے بعد نازل ہوااور آیت کا مدلول یہ ہے کہ اس کا نزول بدر سے پہلے ہوا تھا،اس لئے ترجیح پر عمل ہوگا،چنانچہ آیت کو مخالف احادیث پر ترجیح دی گئی۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قیدیوں کے بارے میں حکم صرف اور صرف سورۃ محمد ﷺ میں ہے ،جبکہ بدر کے علاوہ قتال کا کوئی اور واقعہ ایسا پیش نہیں آیا جہاں قیدیوں کا حکم بیان کرنے کی ضرورت ہو،اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ہی قیدیوں کے بارے میں فیصلہ کیا ،حالانکہ آپ ﷺ بغیر وحی کے حکم نہیں دیتے۔

دوسرا: جہاں تک شادی شدہ لونڈی کے بارے میں آپ کا سوال ہے، اگر وہ زنا کی مرتکب ہوجائے تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے ((**فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ**))" **پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر بے حیائی کا کام کریں تو انھیں آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔کنیزوں سے نکاح کا یہ حکم تم میں سے ان لوگوں کے لیے ہے جنھیں گناہ اور تکلیف کا اندیشہ ہو اور تمہارا ضبط کرنا بہت بہتر ہے اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے"(النساء:25)**

اس آیت میں((**نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ**))کا مطلب ہے کہ ان کی سزا زنا کرنے والی غیر شادی شدہ آزاد عورت کی نصف سزا کے بقدر ہے۔ پس یہاں **محصنة** کا معنی غیر شادی شدہ آزاد عورت ہے ،ایسی عورت جب زنا کی مرتکب ہوجائے تو اس کی سزا سو کوڑے ہیں اور اس کا نصف پچاس ہے۔یہاں **محصنة** سے شادی شدہ آزاد عورت مراد نہیں ،جس سے زنا کا عمل صادر ہوا ہو کیونکہ اس صورت میں اس کی حد رجم ہے جسے آدھا نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا **نصف ماعلى المحصنات** کا آنا اس بات کا قرینہ ہے کہ نصف سے مراد اس آزاد عورت کی حد ہے جو غیر شادی شدہ ہو اور اس سے زنا کا ارتکاب ہوجائے ،تو اسے سو کا نصف یعنی "پچاس کوڑے"لگائے جائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ ریاست خلافت ان پر پچاس کوڑوں کی سزا جاری کرے گی کیونکہ حدود کے نفاذ کا کام ریاست کی ذمہ داری ہے نہ کہ افراد کی ۔یہ نہایت اہم امر ہے ،جس کا ادراک ضروری ہے ۔لیکن شادی شدہ لونڈی کے بارے میں آپ کے اس سوال سے مجھے ایک اور خدشہ پیدا ہوا،کیونکہ اس وقت لونڈیاں موجود نہیں تو خدشہ یہ ہے کہ یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہو؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ لونڈی سے آپ کی مراد خادمہ آزاد عورت ہو،لہٰذا اس کو ملک یمین (ملکیت) نہ سمجھا جائے، یعنی یہ کہ وہ لونڈی نہیں ،جسے آزاد عورت کی نصف سزا کے بقدر سزا دی جائے ،بلکہ خادمہ آزاد عورت ہوتی ہے ،اس کے احکامات وہی ہیں جو کسی بھی آزاد عورت کے ہوتے ہیں۔سو اس کو خوب سمجھنا ضروری ہے ،یعنی جو حکم آیت میں مذکور ہے وہ ان لونڈیوں کا ہے جو ملکیت میں ہوں ،جبکہ اس قسم کی لونڈیاں آج کل موجود نہیں ، اور خادمائیں آزاد ہیں۔

آپ کا بھائی،

عطاء بن خلیل ابوالرَشتہ

24 شعبان 1434ھ

03 جولائی 2013م

بقیہ صفحہ 30 سے

پہنچنے سے اسلام کی حکمرانی آئے گی اور یوں وہ اسلام کی حکمرانی یعنی خلافت کے نظام کے لیے صحیح معنوں کام کرنے کے عزم سے پیچھے ہٹتے ہیں۔۔۔۔۔اور امریکہ یہی چاہتا ہے کہ مسلمان خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے کا عزم نہ کریں،کیونکہ خلافت ہی نے اس کی نیند حرام کر رہی ہے۔۔۔۔۔

دوسرا:اسلام پسندوں کے ذریعے لوگوں کے جذبات سے کھیل کر اپنی بالادستی کو برقرار رکھنا۔۔۔۔اگر وہ امریکی بالادستی کو برقرار رکھنے کے لیے استحکام قائم نہ کرسکیں تو ان سے دستبردار ہونا،جیسا کہ مرسی کے ساتھ کیا،پھر دوسروں کی حمایت شروع کردی،خاص کر اس صورتحال میں کہ اس کے پاس ایجنٹ سیاست دانوں کی کوئی کمی نہیں جو اس نے مصر میں گزشتہ کئی سالوں کے دوران تیار کیے ہیں!

ز۔ اہل کنانہ(اہل مصر)کو چاہیے کہ اس بات کو سمجھیں کہ امریکہ کو معزول صدر مبارک کے دور میں جو بالادستی حاصل تھی وہی معزول صدر مرسی کے دور میں بھی حاصل تھی اور اسے ہی اب بھی موجودہ حکومت کے دور میں حاصل ہے۔امریکہ ہی مصر کی بیماری اور مصیبت کی وجہ ہے۔یہ ہر مسلمان پر واجب ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ امریکی بالادستی کا قلعہ قمع کرنے،اس کے ایجنٹوں کو ہٹانے اور اسلام کی حکمرانی خلافت راشدہ کو دوبارہ کنانہ کی سرزمین میں لانے کے لیے زبردست جدوجہد کرے تا کہ یہ اسلامی دنیا کا مرکز بن جائے اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کا صفایا کرے،یہودی وجود کو مٹادے، ارض مقدس کو اسلام اور مسلمانوں کو واپس کرے جیسا کہ انہوں نے صلیبیوں اور تاتاریوں کا قلع قمع کرنے میں کیا اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل بھی نہیں۔

بارہ رمضان 1434ھ

2013/07/21

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر،مشہور رہنما اور فقیہ،شیخ عطابن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس